امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار

نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 61/71 | مورخہ یکم جمادی الاولیٰ ۱۴۴۳ھ مطابق ۶ر دسمبر ۲۰۲۱ء روز سوموار | شمارہ نمبر 48

اس شمارہ میں

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل، یادوں کے چراغ
- حجۃ الاسلام مولانا قاسم نانوتویؒ
- حکایات اہل دل، نظام مساجد......
- دار القضا کی شرعی حیثیت
- تشدد اور جنسی استحصال کے شکار بچے
- حکومت کی نئی پالیسی سے مشکل ہوا حج کا سفر
- اخبار جہاں، ہفتہ رفتہ، ملی سرگرمیاں

اجتماعی زندگی کے تقاضے

بین السطور

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

انفرادی اور اجتماعی زندگی میں بنیادی فرق یہ ہے کہ فرد کی سوچ اپنے خاندان سے آگے نہیں بڑھ پاتی وہ اپنی ذات میں جیتا ہے، اپنے بال بچوں کے بارے میں سوچتا ہے، اس کے غور وفکر کا دائرہ انتہائی محدود ہوتا ہے، وہ سمجھتا ہے کہ میں اچھا تو سب اچھا، اس کی منصوبہ بندی اور ترقیاتی کام بھی اسی دائرہ میں محدود ہوتا ہے، سماج میں اس قسم کے افراد کثرت سے پائے جاتے ہیں، جس کی وجہ سے خود غرضی عام ہو رہی ہے اور اپنا مفاد، اپنا بھلا سے بات آگے نہیں جاتی۔

اجتماعی زندگی میں انسان کی سوچ اپنی ذات خاندان؛ بلکہ رشتہ داری سے آگے بڑھ کر ملی، سماجی اور معاشرتی دائرے میں آگے بڑھتی ہے، اس کے غور وفکر کا دائرہ وسیع ہوتا ہے، اور وہ اپنا نقصان کرکے بھی ملک وملت کے مفاد کو آگے بڑھتا دیکھنا چاہتا ہے اور اس کی عملی حصہ داری اس میں ہوتی ہے، ایسے لوگ اس بات پر قادر ہوتے ہیں کہ مختلف طبقات کو جوڑ کر ایک ایسا اجتماعی نظام وجود میں لائیں، جس میں تشاور، توافق اور تعاون کا جذبہ پایا جاتا ہو، ایسے لوگ ملک وملت کے لیے انتہائی نفع بخش ہوتے ہیں، وہ بیج کی طرح کھیت میں دفن ہو کر سرسبز وشاداب فصلوں کے لہلہانے کا ذریعہ بنتے ہیں۔

انفرادی سوچ کو اجتماعی رخ دینے اور مختلف طبقات کو جوڑنے میں بڑی اہم چیز آپس کا مشورہ ہے، یہ مشورہ عمومی ہونا چاہیے اور جن لوگوں کی اس ہدف تک پہونچانے میں ضرورت ہے سب کو جوڑ لینا چاہیے، اس سے ایک دوسرے کا حوصلہ بڑھتا ہے اور کام کو عملی طور پر زمین میں اتارنے میں مدد ملتی ہے، کاموں اور تنظیمی ڈھانچوں کے اعتبار سے کسی کا بڑا چھوٹا ہونا انتظامی ضرورت ہے، لیکن اجتماعی کاموں کو آگے بڑھانے کے لیے ضروری ہے کہ مشوروں میں لوگوں کو شریک کیا جائے، پھر یہ مشورے بند کمروں میں سازشوں کی طرح نہ کیے جائیں، ان میں کھلا پن لایا جائے، سب کی سنی جائے اور فیصلہ اکثریت پر نہیں قوت دلیل کی بنیاد پر کیا جائے، مشورے کے اس عمل سے مزاجی ہم آہنگی کے ساتھ کام کرنے کے جذبے کو فروغ ملے گا، اسی کو اصطلاح میں توافق کہتے ہیں۔

مشورے اور موافقت کے بعد ضروری ہے کہ ایک مہم اور ٹیم کے طور پر کام کو آگے بڑھانے میں لگ جایا جائے، اور مربوط انداز میں کام کیا جائے، کام جس قدر آگے بڑھے اس کی اطلاع بھی ٹیم کے افراد کو رہے، تاکہ کام کے آگے بڑھنے پر حوصلہ افزائی کی جائے اور اگر کہیں کوئی رکاوٹ آرہی ہے تو اس کو دور کرنے کے لیے سب مل کر کوشش کریں۔

اسلام اجتماعی زندگی کا سب سے بڑا داعی ہے، اس کی عبادتیں اجتماعی زندگی گذارنے کا مظہر اتم ہیں، نماز باجماعت پڑھی جائے، مہینہ بھر کا روزہ ایک ساتھ رکھا جائے، کعبہ، منیٰ، عرفہ، مزدلفہ ہر دن اپنی جگہ پر موجود ہونے کے باوجود حج کے لیے پانچ دن کی تخصیص کا مفہوم بھی یہی ہے کہ اجتماعی طور پر اس عبادت کو انجام دیا جائے۔

اجتماعی زندگی کو برپا کرنے کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ زندگی کے دوسرے کاموں کی طرح ہمارے لیے نمونہ عمل ہے، مومنین کے لیے انتہائی شفیق، رحم دل بلکہ رحمۃ للعالمین، نرم دل بنایا گیا تاکہ لوگ ان کے گرد جمع ہوجائیں، لوگوں کو معاف کرنے اور ان کے لیے مغفرت کی دعا کرنے کی ہدایت دی گئی، مشورہ کرنے پر زور دیا گیا، اور پھر جب فیصلہ ہوجائے تو اسے اللہ پر بھروسہ کرکے کر گزرنے کی بات کہی گئی۔

واقعہ یہی ہے کہ قائدین کا نرم دل ہونا ضروری ہے، اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کی یہ صفت خاص بیان کی کہ اللہ رب العزت نے اپنی رحمت سے آپ کو نرم دل بنایا، اگر آپ سخت دل ہوتے تو لوگ آپ کے پاس سے چھٹ جاتے۔

غلطیاں کام کرنے والے سے ہی ہوتی ہیں، شیخ سعدی نے لکھا ہے کہ ”نہ کردن یک عیب وکردن صد عیب است“ یعنی اگر آپ کام نہیں کرتے تو یہ ایک عیب ہے کہ لوگ آپ کو ناکارہ کہہ کر گذر جائیں گے، لیکن اگر آپ تعمیری کاموں میں لگے ہوئے ہیں تو لوگ دس عیب نکالیں گے، تنقیدیں کریں گے، برا بھلا کہیں گے، ظاہر ہے آپ اور ہم سب انسان ہیں، اس کے اثرات دل ودماغ پر پڑنا فطری ہے، اس سے حوصلے ٹوٹتے ہیں، کام کا جذبہ سرد پڑتا ہے، یہ اثرات دل ودماغ پر کم پڑیں یا نہ پڑیں، اس کے لیے ضروری ہے کہ اپنے ساتھیوں کو معاف کرنے کا مزاج بنایا جائے، پھر چوں کہ ان کے طرز عمل سے اجتماعی کاموں میں رخنہ پیدا ہوگیا ہے، اس لیے صرف دل سے معاف کرنا کافی نہیں ہے، ان کے لیے مغفرت کی دعا بھی کرنی چاہیے، آپ کے معاف کرنے سے دنیاوی طور پر کام میں خلل نہیں واقع ہوگا اور آپ کی دعاء مغفرت اسے آخرت کے باز پرس سے بچانے کا سبب بنے گا۔

معاف کرنے اور مغفرت کی دعا کرنے کے بعد بھی اجتماعی نظام کی بقا کے لیے ضروری ہے کہ ان کو مشورے میں شریک کیا جائے، تاکہ وہ یہ نہ محسوس کریں کہ مجھے چھانٹ دیا گیا ہے، چھانٹنے کے عمل سے بھی آدمی ٹوٹ کر انفرادی زندگی کی راہ پر چل پڑتا ہے، جو اجتماعی زندگی کو سبوتاژ کرنے کا عمل ہے۔

اتنے مراحل کے بعد جب مشورہ سے کوئی بات طے ہوجائے تو اللہ پر بھروسہ کرکے کام کا آغاز کردیا جائے اور اب لیت ولعل کا سہارا نہ لیا جائے، اللہ پر بھروسہ ہمارے کام کی اساس ہے، اخلاص کے ساتھ اس راہ پر آگے بڑھتے رہنا چاہیے۔ بہت سارے لوگ اس کے بعد بھی کوشاں ہوتے ہیں کہ جو دن مقرر کیا گیا ہے اس تک پہونچنے میں رکاوٹیں کھڑی کریں اور ان کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ غیر ضروری مشورے دے کر کامیابی کے یقین کو تذبذب میں ڈالنے اور شکوک وشبہات پیدا کرنے میں اپنے تئیں ان کی پوری کوشش یہ ہوتی ہے کہ اپنے مفاد کے لیے اجتماعی منصوبوں کو انفرادیت کی طرف لے جائیں تاکہ ان کی اہمیت برقرار رہے۔ ایسے لوگ اجتماعی زندگی کے تقاضوں کو نہیں سمجھتے، وہ اپنے خول سے باہر نہیں نکل پاتے، بظاہر وہ اجتماعی زندگی سے جُڑے ہوتے ہیں، لیکن وہ اندر ہی اندر اجتماعیت کو فنا کے گھاٹ اتارنے کے لیے کام کرتے ہیں، ایسے لوگوں سے ہمہ وقت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔

> ”اجتماعی زندگی کی سب سے چھوٹی اکائی خاندان ہوتا ہے اور سب سے زیادہ جھگڑے اجتماعی زندگی کے تقاضوں کی ان دیکھی کی وجہ سے یہیں پیدا ہوتے ہیں، خاندان کا سربراہ اگر ان امور کی رعایت کرے، ہر کام میں گھر کے لوگوں سے مشورہ لینے کے ساتھ ان کی بھول چوک کو نظر انداز کرنے کا مزاج بنالے تو یہ جھگڑے ختم ہوجائیں گے“

اجتماعی زندگی کی سب سے چھوٹی اکائی خاندان ہوتا ہے اور سب سے زیادہ جھگڑے اجتماعی زندگی کے تقاضوں کی ان دیکھی کی وجہ سے یہیں پیدا ہوتے ہیں، خاندان کا سربراہ اگر ان امور کی رعایت کرے، ہر کام میں گھر کے لوگوں سے مشورہ لینے کے ساتھ ان کی بھول چوک کو نظر انداز کرنے کا مزاج بنالے تو یہ جھگڑے ختم ہوجائیں گے، لیکن وہاں بھی اپنی سرخروئی اور گارجین سے قریب ہونے کی خواہش کی وجہ سے افراد ایک دوسرے سے دور ہوتے چلے جاتے ہیں اور خاندان ٹوٹ کر رہ جاتا ہے، آج خاندانی انتشار اور بکھراؤ کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ وہاں بھی اجتماعی زندگی کے تقاضوں کو ملحوظ نہیں رکھا جارہا ہے۔

اجتماعی زندگی کو مضبوط، مربوط اور مستحکم کرنے کے لیے انابت الی اللہ بھی انتہائی ضروری ہے، کیوں کہ لوگوں کے قلوب تو اللہ رب العزت کے ہاتھ میں ہیں، سارے کام اسی کی مرضی اور مشیت سے ہوتے ہیں، ہمیں چوں کہ اللہ کی مرضی کا پتہ نہیں اس لیے اسباب کے اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے، نتیجہ وہی آنا ہے جو مرضی مولیٰ ہے۔

اجتماعی کاموں کو آگے بڑھانے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ ملکی قوانین کے تقاضوں کو ملحوظ رکھا جائے، اور منصوبہ بندی کرتے وقت مضبوطی سے قوانین کی پاسداری کی جائے، یقیناً بہت سارے لوگ قانون کو اپنے ہاتھوں میں لینے پر یقین رکھتے ہیں اور اس کی وجہ سے ہمیں پریشانیوں کا سامنا ہے، بلکہ رکاوٹیں اجتماعی کاموں پر کھڑی کی جارہی ہیں، لیکن ہمارا عمل ملکی قوانین کے دائرے میں ہونا چاہیے، ہمارے بڑوں نے یہی سکھایا ہے اور یہی وقت کا تقاضہ بھی ہے۔

اچھی باتیں

”انسان کو توڑنے، چھوڑنے اور گرانے کے کئی طریقے ہیں، مگر اسے بنانے اور سنوارنے کا صرف ایک ہی طریقہ ہے اور وہ ہے محبت ☆ اگر آپ کا ضمیر زندہ اور نیت صاف ہے تو اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ کوئی آپ کو اچھا کہے یا بُرا، آپ اپنی نیت سے جانچے جائیں گے، دوسروں کی سوچ سے نہیں ☆ خاموشی عبادت کا وہ پودا ہے، جس کا پھل ہمیشہ میٹھا ہی ہوتا ہے ☆ مقابلے کا دور اتنا بڑھ گیا ہے کہ لوگ حسد، بغض وعداوت، تکبر ونفرت میں بھی ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش میں لگ گئے ہیں۔“ (حاصل مطالعہ)

بلا تبصرہ

”جمہوری حق کو پہچانتے ہوئے اگر حق کی ڈگر کو پُرامن طریقے سے متحد ہو کر مضبوطی سے تھامے رکھا جائے تو ایک وقت ایسا آتا ہے کہ ارباب جنوں ہوش میں آجاتے ہیں اور عوام کے فیصلے کو قبول کرکے گھٹنے ٹیکنے کے لیے مجبور ہوجاتے ہیں، لیکن یہ سب تبھی ممکن ہوتا ہے جب اتحاد کی ڈور مضبوط رہتی ہے، کاشتکاروں کے متنازع قانون کے واپس لینے کے پیچھے بھی شاید کچھ یہی نکتہ مضمر رہا کہ حکومت کو عوام کی طاقت کا احساس ہو چلا اور اس نے قانون واپس لینے کا اعلان کردیا۔“ (ہمارا سماج: سید مجاہد حسین ۲۰ر نومبر ۲۰۲۱ء)

Scanned with CamScanner

حالات سے مایوس نہ ہوں

مولانا رضوان احمد ندوی

''اے مسلمانو! تم نہ ہمت ہارو اور نہ غم کھاؤ، اگر تم ایمان رکھتے ہو تو تم ہی غالب رہوگے، اگر تم کو زخم لگا ہے تو ان لوگوں کو بھی ایسا ہی زخم لگ چکا ہے اور ہم لوگوں کے درمیان دنوں کو ادلتے بدلتے رہتے ہیں'' (سورہ آل عمران: ۱۴۰)

وضاحت: انسانی تاریخ عروج وزوال کی تاریخ سے لبریز ہے، تاریخ شاہد ہے کہ قوموں اور ملتوں کی اجتماعی اور انفرادی زندگی میں بڑے بڑے انقلابات آئے، حکومت وسلطنت اور تخت وتاج کے مالک دنیا سے نیست ونابود ہو گئے، اہل چین اپنے بادشاہ کو شہنشاہ فرزند آسماں کہتے تھے، دنیا نے دیکھ لیا کہ ان کی حکومت کا تختہ کیسے الٹ دیا گیا، شہنشاہیت کا شیرازہ کیسے منتشر ہو گیا اور بادشاہ کا کبر وغرور ٹوٹا، حکومت بدلی، قانون ونظام بدلا، اس میں ناز ونعم کی جھولوں میں جھولنے والے اور عشرت کدہ کے نرم وگداز گدوں پر لوٹ پوٹ کرنے والوں کے لئے درس عبرت ہے، انہیں مال ودولت اور جاہ ومنصب راہ ہدایت سے گمراہ نہ کردے، اس لئے عروج وزوال یہ ایک خدائی قانون ہے، انسانوں کو گذشتہ اقوام کی عبرت ناک داستان سے سبق حاصل کرنا چاہئے اور اپنے اندر اصلاح کی فکر کرنی چاہئے، مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ حالات کے اتار وچڑھاؤ سے کبھی بھی شکستہ دل نہ ہوں، نہ ہمت ہار کر بیٹھ جانا دانشوری ہے اور نہ ہی غم زدہ ہونا عقلمندی ہے، اس لئے مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے غزوہ احد میں شریک جانثار صحابہ کے ٹوٹے ہوئے دلوں کو تسلی دی کہ مصیبتوں اور پریشانیوں میں غمگین ہو کر بیٹھ جانا مومنانہ شان کے خلاف ہے، اس سے پست ہمت نہ ہو کہ اللہ کی طرف سے زمانہ اور احوال کی الٹ پھیر ہے، غزوہ بدر میں مشرکین مکہ کی اس سے بڑھ کر شکست ہو چکی ہے، جب باطل شکست کھا کر پھر عارضی فتح حاصل کر سکتا ہے تو اہل حق کیوں گھبرائیں، یہ اللہ کی سنت ہے کہ انجام کار اہل ایمان ہی کو غلبہ حاصل ہوگا۔

ان آیات کی تفسیر بیان کرتے ہوئے مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب نے اپنی تفسیر آسان تفسیر قرآن مجید میں تحریر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے غزوہ احد میں مسلمانوں کے مغلوب ہونے کی پانچ حکمتیں ذکر فرمائی ہیں۔ اول یہ کہ خدا کا نظام ہی فتح وشکست سے دوچار کرنا ہے، ورنہ اگر ایک قوم ہمیشہ غالب ہی رہے تو فرعون بن جائے، اسی کو قرآن نے تداول اَیام سے تعبیر کیا ہے، دوسرے اس سے مخلص اور پکے مومن کا امتحان بھی مقصود تھا، تیسری مصلحت یہ تھی کہ کچھ مسلمان مقام شہادت پر فائز ہوں، چوتھے مسلمانوں کا تزکیہ نفس مقصود تھا، کیونکہ مصیبت وآزمائش کی بھٹی سے گذر کر انسان کا تزکیہ ہوتا ہے، پانچویں مصلحت مشرکین مکہ کو مغلوب کرنا تھا کیونکہ غزوہ احد کے وقتی غلبہ نے ان کی ہمت بڑھا دی، اس لئے پھر وہ مقابلہ پر آگئے اور اللہ نے ان کو مٹا کر رکھ دیا، جیسا کہ بعد میں ہوا (ص: ۲۶۷) اس سے معلوم ہوا کہ دن ہمیشہ یکساں نہیں رہتے، زمانہ یونہی ادلتا بدلتا رہتا ہے، گردش ایام سے نہ تو پریشان ہونا چاہئے اور نہ ہی غم زدہ، پس ہمت وحوصلہ سے زندگی گذاریئے اور پورے عزم کے ساتھ حالات کا مقابلہ کرتے رہے۔

رسولؐ کی باتیں

بدخلقی نحوست لاتی ہے

''حضرت رافع بن مکیث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حسن اخلاق خیر وبرکت میں اضافہ کرتا ہے، بدخلقی نحوست لاتی ہے، نیکیوں سے عمر میں برکت ہوتی ہے اور صدقہ حالت نزع کی تکلیف کو دور کرتا ہے'' (ابوداؤد شریف)

مطلب: حدیث پاک میں فرمایا گیا کہ اخلاق وکردار کی بلندی خیر وبرکت کا ذریعہ ہے، کیونکہ ایسے ہی لوگ عزت واحترام کی نظروں سے دیکھے جاتے ہیں جو باہمی تعلقات میں حسن اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہیں، عام لوگوں سے بھی خندہ روئی سے ملتے جلتے ہیں، اپنے رفتار وگفتار میں اعتدال وتوازن کو برقرار رکھتے ہیں، ظاہر ہے کہ ایسے لوگوں کے لئے دل سے بھی دعائیں نکلتی ہیں جس کے نتیجہ میں اللہ ان پر خیر وبرکت کی بارش برساتے ہیں، اس کے بالمقابل ترش مزاج رکھنے والے لوگوں سے ہر کوئی دوری بنائے رکھتا ہے، اس سے ملنے جلنے، اٹھنے بیٹھنے سے کتراتے ہیں، کیونکہ وہ کب اور کس وقت تلخی اور بے رخی کا طریقہ اختیار کرلے، اس لئے حدیث پاک میں بدخلقی کو نحوست سے تعبیر کیا گیا، ایسے لوگوں کی نہ سماج میں عزت ہوتی ہے اور نہ ہی خاندان میں، اس لئے مومن بندہ کو حسن اخلاق کے زیور سے آراستہ ہونا چاہئے اس سے تعلقات بھی بہتر ہوتے ہیں اور معاشرتی زندگی بھی خوشگوار ہوتی ہے۔

اسی طرح ہر شخص کی تمنا ہوتی ہے کہ اس کی عمر دراز ہو ایسے لوگوں کو چاہئے کہ وہ خیر وبھلائی اور نیکی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے، کیونکہ نیکوکاری عمر میں برکت اور زیادتی کا سبب ہے اور آخری بات یہ ہے کہ اگر اللہ نے انہیں مال ودولت کی نعمت سے نوازا ہے تو اس کو راہ خدا میں خرچ کرتا رہے، اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ موت کے وقت کی سختی سے محفوظ رہے گا اور آسانی کے ساتھ رب ذوالجلال سے جا ملے گا اور دنیا میں اللہ تعالیٰ انہیں مختلف قسم کی مصیبتوں سے نجات دلائے گا، ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ ''الصدقة تسد سبعين بابا من البلاء'' صدقہ بلاؤں کے ستر دروازے کو بند کرتا ہے اور آخرت میں بلندی درجات کا باعث ہوتا ہے، بخل وکنجوسی دنیا وآخرت کے لئے نقصان دہ ہے، اللہ فرماتے ہیں: ''يَوْمَ لَا يَنفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ'' جس دن نہ مال کام آئے گا اور نہ اولاد، مگر وہاں جو اللہ کے پاس پاک دل لے کر آئے گا، اس لئے اس دن کے آنے سے پہلے غریب ومحتاج اور ضرورت مندوں کی حاجت روائی کیجئے، اپنے اندر مالی قربانیوں کا جذبہ ابھاریئے، مذکورہ حدیث میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں باتوں کی طرف نشاندہی فرمائی ہے۔

جنین میں اگر مرض کا خطرہ ہو تو اسقاط کا حکم:

مفتی احتکام الحق قاسمی

س: ایک خاتون جس کی عمر ۲۷/سال ہے، شادی کے آٹھ سال سے زائد مدت گذار کر کافی علاج کے بعد حاملہ ہوئی۔ کچھ دن پہلے خون جانچ میں (Alfa Fetoprotein) کم نظر آیا، جس کی وجہ سے حمل میں ڈاؤن سنڈروم کے ہونے کا زیادہ امکان ہے۔ یہ ایک موروثی بیماری ہے، جس میں بچہ دماغی اور جسمانی اعتبار سے کافی کمزور ہوتا ہے اور ۴۰/فیصد امکان ہے کہ وہ دل کا بھی مریض ہو۔ پچاس فیصد ایسے بچے پہلے ہی سال مرجاتے ہیں، حمل پانچ ماہ کا ہو گیا ہے، زوجین اللہ کے حکم کے مطابق چلنا چاہتے ہیں، لیکن ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ اس کی مزید تحقیقات ہونی چاہئے اور اگر یہ بچہ ڈاؤن سنڈروم کا مریض ہو تو اسقاط ضرور کرانا چاہئے۔ کیا شریعت اسقاط کی اجازت دیتی ہے؟

ج: آپ کا استفتاء موصول ہوا۔ میں نے اس پر غور کیا، صورت مسئلہ یہ قرار پائی ہے: (۱) ایک خاتون اپنے نکاح کے ۸/سال سے زیادہ مدت کے بعد اور طویل علاج، معالجہ کے مرحلوں سے گزر کر حاملہ ہوئی

(۲) حمل کی مدت پانچ ماہ گزر چکی ہے

(۳) زوجین رضاء الٰہی پر چلنا چاہتے ہیں

(۴) طبی تحقیقات کے مطابق پیدا ہونے والے بچہ کو مختلف دماغی وجسمانی امراض میں مبتلا ہونے اور ایک سال کی عمر میں اس کی موت ہو جانے کا خطرہ ہے

(۵) ایک خاص طبی جانچ کے ذریعہ پتہ چلایا جاسکتا ہے کہ کیا یقینی طور پر بچہ ان امراض میں مبتلا ہوگا؟

میں نے اس پر پوری طرح غور کیا۔ اس سلسلہ میں چند نکات ابھر کر سامنے آئے

(۱) اس صورت حال میں ماں کو کوئی خطرہ نہیں ہے

(۲) بچہ میں جان پڑ چکی ہے اور وہ ایک زندہ وجود ہے، جو ماں کے پیٹ میں پرورش پا رہا ہے۔

(۳) طبی معائنہ کے مطابق غالب امکان یہ ہے کہ بچہ مریض پیدا ہوگا اور جلد مرجائے گا۔

اس صورت حال میں اسقاط حمل اگر کیا جاتا ہے تو ایک زندہ، یقینی وجود کو متوقع خطرہ کی وجہ سے موت کے گھاٹ اتار دینا ہے اور اگر اسقاط نہیں کرایا جاتا تو زیادہ غالب گمان یہ ہے کہ بچہ مریض ہوگا، اور اس کی وجہ

دینی مسائل

سے بچہ کو تکلیف اٹھانی پڑے گی یا ماں باپ کو اس مریض بچہ کی تیمارداری اور پرورش کی وجہ سے مشکلات سے دوچار ہونا پڑے گا۔

اسلامی نقطۂ نظر سے خطرہ مرض کا ہو یا موت کا، چاہے وہ کتنا ہی قوی خطرہ کیوں نہ ہو، یہ متوقع خطرہ ہے اور بچہ کا زندہ ہونا ایک یقینی امر ہے۔ اس صورت میں متوقع خطرہ کے پیش نظر یقینی اور محقق زندہ وجود کو موت کے گھاٹ اتار دینا، جائز نہیں ہوگا۔ جب کہ ایک فیصد ہی سہی بچہ کے صحیح وسالم ہونے کی امید ہے ''وَمَا ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ'' (اور یہ اللہ کی قدرت سے بعید نہیں)

اب اگر بچہ اللہ کے فضل وکرم سے صحیح اور تندرست پیدا ہوا تو خوشی کی بات ہے اور اگر مریض پیدا ہوا تو اس کی تیمارداری اور پرورش کے سلسلہ میں والدین کو جو زحمت اور تکلیف اٹھانی پڑی تو اس کا اجر انہیں ملے گا۔ اور اگر بچہ جلد انتقال کر گیا تو وہ اللہ کے مقرر کئے ہوئے وقت پر اپنی موت آپ مرا کوئی انسان اس کا قاتل نہیں۔

علامہ شیخ محمد احمد علیش مالکیؒ نے لکھا ہے:

''بچہ میں جان آجانے کے بعد اس کا اسقاط حرام ہے۔ اس پر اجماع ہے اور وہ ایک جان کو قتل کرنا ہے''

في اسقاطه بعد نفخ الروح فيه محرما اجماعا وهو من قتل النفس'' (فتح العلی المالکی، کتاب النکاح: ۱/ ۳۹۹)

قاضی خان، ابن حزم، ابن تیمیہ، شامی، ملاخسرو وغیرہ فقہاء نے جان پڑ جانے کے بعد اسقاط کو قتل قرار دیا ہے۔ (ردالمحتار: ۳۷۹/۵) قاضی خان ۶/۴ - ۸، المحلی: ۳۸۰/۱۲، الفتاویٰ الکبریٰ لابن تیمیہ: ۲۱۷/۴ - ۲۱۸ وغیرہ)

ان حالات میں ہماری رائے میں اسقاط حمل سے قطعی پرہیز کرنا چاہئے اور کسی نئی جانچ کی بھی ضرورت نہیں ہے کہ ہم اس کے مکلف نہیں۔ اللہ پر بھروسہ رکھنا چاہئے، ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سارے اندازوں کو غلط کردیں۔ اور اگر خدانخواستہ بچہ مریض ہی پیدا ہوتا ہے تو اس کی تیمارداری کا اجر والدین کو ملے گا۔ اور اگر موت ہو گئی تو یہ بچہ والدین کے لیے اجر، ذخیرۂ آخرت اور شفاعت کرنے والا ثابت ہوگا، جو دعا ہم بچہ کے جنازہ پر پڑھتے ہیں اس کا خلاصہ یہی ہے کہ اے اللہ! اس بچہ کو ہمارے لیے اجر بنا، ذخیرہ بنا، اس کو ہمارے لیے شفاعت کرنے والا اور اس کی سفارش کو میرے حق میں قبول فرما۔

یاد رکھیں کہ یوتھینیزیا (مریض کو تکلیف سے بچانے کے لیے دوا دے کر یا دوا چھوڑ کر موت تک پہنچا دینا) Active ہو یا Pasive اسلامی نقطۂ نظر سے قطعی جائز نہیں۔ یہ یورپ کی خود غرضی اور عقیدۂ آخرت سے محرومی کا نتیجہ ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ والدین کو آزمائش میں نہیں ڈالے اور بچہ صحیح وسالم پیدا ہو۔ بڑھے اور پھلے پھولے۔ آمین۔ ۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاوی امارت شرعیہ: ۴۲۲/۴ - ۴۲۵؛ مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی)

Scanned with CamScanner

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب پھلواری شریف پٹنہ

پھلواری شریف

جلد نمبر 61/71 شمارہ نمبر 48 مورخہ یکم جمادی الاولیٰ ۱۴۴۳ھ مطابق ۶ ردسمبر ۲۰۲۱ء روز سوموار

ماحول سازی

اس وقت پوری دنیا میں سب سے زیادہ فکرمندی ماحولیات کے حوالہ سے ہے، فضا میں جو آلودگی اور عفونت پائی جارہی ہے، اس کے ساتھ انسان کی زندگی دن بدن دشوار ہوتی جارہی ہے اور انسان ہی کیا چرند و پرند، مرغ و ماہی؛ بلکہ حشرات الارض کی بعض نسلوں کے ختم ہوجانے کا خطرہ اور خدشہ دن بدن بڑھتا جارہا ہے، عدم توازن کی وجہ سے موسم کا مزاج بھی بدل رہا ہے اور صورت حال یہ ہے کہ سردی، گرمی، برسات کے بارے میں بھی بہت یقینی بات نہیں کہی جاسکتی ہے، ہوسکتا ہے موسم برسات خشک ہی گذر جائے، گرمی وقت سے پہلے آجائے یا جاڑا وقت سے پہلے ستانے لگے۔

اسی طرح اس دنیا کے ماحول کو خراب کرنے میں ہماری بدعملی اور بے عملی کا بھی بڑا دخل ہے، یہ جو روئے زمین پر گناہ کے کام ہورہے ہیں، ایمان سوز واقعات ہمارے سامنے آرہے ہیں، کسی دن کا اخبار اٹھا کر دیکھ ڈالیے اس میں قتل وزنا، فحاشی وبدکاری اور جرائم کے واقعات کثرت سے آپ کو ملیں گے، اس کی بنیادی وجہ ماحول کی خرابی ہے، انسان جس ماحول میں زندگی گذار رہا ہے، اس سے وہ اپنے کو الگ تھلگ نہیں کرسکتا، بے نمازی کے ماحول میں رہ کر پابند صلوٰۃ لوگوں کی نماز کے چھوٹ جانے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے، کوئلے کی کان کے پاس سے گذرنے سے کپڑے کالے ہوتے ہیں اور پھول کی کیاریوں سے گذریے تو کپڑوں میں پھول کی خوشبو رچ بس جاتی ہے، نیکوں کی صحبت سے جو ماحول بنتا ہے وہ دل ودماغ کو نیکیوں کی طرف راغب کرتا ہے اور بدوں کی صحبت بدی کی طرف مائل کرتی ہے؛ اس لیے سماج کے ماحول کو بنانے کی ضرورت ہے۔

ماحول سازی کا یہ کام یوں تو سارے مسلمانوں کی ذمہ داری ہے، لیکن چوں کہ علماء وارث انبیاء ہیں، ان کے پاس دینی علوم ومعارف کا خزانہ ہے، اس لیے ان کی پہلی ذمہ داری ہے کہ وہ لوگوں میں علوم دینیہ کی تقسیم کریں، قرآن واحادیث سکھائیں اور لوگوں کو بتائیں کہ دنیا کے ماحول کو صرف فضائی آلودگی ہی سے خطرہ نہیں ہے، ہماری بدعملی سے بھی خطرات لاحق ہیں، اس لیے ہمیں اپنے اعمال کی اصلاح کی فکر کرنی چاہیے اور اچھے سماج کے بنانے میں معاونت کرنی چاہیے، پورے ماحول کو خدا بیزاری سے بچانا اور دہریوں کو ایمان کے راستے پر لگانا ایک بڑا کام ہے، ماحول سازی کا کام ہمیں کلمۂ طیبہ لا الٰہ الا اللہ سے شروع کرنا چاہیے، لوگوں کو بتانا چاہیے کہ خدا بیزاری اور دین سے دور ہونے کے دنیوی اور اخروی نقصانات کیا ہیں، اور کس طرح اس کی وجہ سے ہماری زندگی اجیرن بنتی جارہی ہے۔ ذات برادری کی لعنت، طبقاتی، نسلی، لسانی عصبیت اور اپنے مفاد کے لیے دوسروں کے مفاد کو داؤ پر لگانے کی ہوڑ نے ہماری سماجی زندگی کو کس طرح جہنم بنا کر رکھ دیا ہے۔

اس کے لیے ہمیں اپنے اعمال کی اصلاح بھی کرنی ضروری ہے، اس لیے کہ داعی کو باعمل ہونا چاہیے، داعی کا عمل خود اس کی دعوت کو جھٹلا دے تو سماج میں ایسی دعوت کی اہمیت باقی نہیں رہتی، دینی ماحول بنانے کے کام میں جو لوگ لگیں انہیں اسوۂ نبوی کا نمونہ اور نیکیوں کے کام کا آئیڈیل ہونا چاہیے، صحف آسمانی اور کتب سماوی کے ساتھ انبیاء ورسولوں کا طویل سلسلہ ہمیں بتاتا ہے کہ کتاب ہدایت کے ساتھ ہادی برحق بھی ہونا چاہیے؛ تاکہ لوگ اس کی زندگی کو دیکھ کر سمجھیں کہ صحیح اور سچا آدمی کیسا ہوتا ہے اور اس کی زندگی کی حرکات وسکنات اور نشیب وفراز کیسے ہوتے ہیں یہ اصلاً کسی کو مان کر اس کے مطابق اپنی زندگی بنانے کا عمل ہے، شروع میں لوگ اس کی قدر نہیں کرتے، آپ کو واجبی اکرام بھی اس کام کے لیے شاید نہ ملے، کیوں کہ جس دنیا میں آپ حق کی آواز بلند کررہے ہیں، وہ گندگیوں کا شکار ہے، وہاں بیش تر لوگ اس ماحول کے عادی ہوگیے ہیں، جس کا انجام جہنم ہے، اس لیے انہیں وہی ماحول پسند ہے، آپ جن خطوط پر ماحول سازی کرنا چاہتے ہیں، وہ ان کے لیے اجنبی ہے، خراب ماحول نے ان کی سماعت، بصارت، ذوق ووجدان کو اس قدر متاثر کردیا ہے کہ باد بہاری سے انہیں تکلیف پہونچتی ہے، غلاظت میں رہ رہے کیڑے کو گلاب کی پنکھڑیوں میں ڈال دیجئے تو تھوڑی دیر میں وہ مرجائے گا؛ کیونکہ وہ خوشبو کا عادی نہیں ہے اور غلاظت اس کے مزاج کا حصہ بن گئی ہے۔

لیکن شہد کی مکھیوں کو غلاظت میں ڈال دیجیے یا تتلیوں کو تھوڑی دیر غلاظت اور گندگی میں چھوڑ دیجئے تو وہ بھی مرجائیں گی، اس لیے ماحول سازی کے کام کو آسان نہیں سمجھنا چاہیے، خصوصاً دینی ماحول بنانا آسان نہیں ہے، اس کے لیے تدریجاً اصلاح کی طرف قدم بڑھانا چاہیے، دعوت کی حکمت ومصلحت کو سامنے رکھکر کام کرنا چاہیے۔

خوب اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ داعی، سپاہی اور داروغہ نہیں ہے، قرآن کریم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بھی صاف طور پر کہا گیا کہ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ دراصل داروغہ اور سپاہی کا کام جرائم کو روکنے کے لیے حکمت ومصلحت کے ساتھ نہیں ہوتا، وہ تو غلط ہوتے دیکھ کر لاٹھی برسانا شروع کردیتا ہے، گولی چلاتا ہے، اور پکڑ کر ایسی سختیاں کرتا ہے کہ انسانی روح کراہنے لگتی ہے، اسی لیے سپاہی کے اس عمل سے اصلاح کا کام نہیں ہوتا، بلکہ اگر چھوٹا موٹا جرم کرنے والا پولیس کی سختیاں جھیل کر جیل سے باہر آتا ہے تو وہ بڑا عادی مجرم بن جاتا ہے، اس لیے داعی کے کام کا نہج پولیس کے طرز عمل سے الگ ہونا چاہیے، پولس مجرموں سے نفرت کرتی ہے؛ لیکن داعی بے راہ رو لوگوں سے نفرت نہیں کرتا، وہ گناہ سے نفرت کرتا ہے، گناہ گاروں سے نہیں، اس کے دل میں ایک تڑپ اور کسک ہوتی ہے کہ بھٹکے ہوئے لوگ کس طرح راہ راست پر آجائیں، اور گناہوں سے تائب ہوجائیں۔

اس کام کے لیے ایسی شفقت مطلوب ہے، جس کے سہارے گناہ گار، داعی سے قریب ہوجائے، ماضی قریب میں جنید جمشید کو دیکھیے، گانے بجانے والا آدمی مولانا طارق جمیل سے قریب ہوگیا تو اس کے دل کی دنیا بدل گئی، ایسے واقعات شاذ ونادر نہیں ہیں، بلکہ اس کا ایک طویل سلسلہ ہے اور ہر کس وناکس کے تجربہ میں اس کی بہت ساری مثالیں موجود ہیں۔

اس قربت کے لیے ضروری ہے کہ داعی لوگوں کو خوش خبری سنائے، رغبت دلائے، اللہ سے ملاقات اور جنت کے حصول کے طریقے بتائے، جو لوگ جہنم کی ہولناکیوں سے متاثر ہوں، انہیں جہنم کے بارے میں بتایا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کن لوگوں کے لیے تیار کیا ہے، یعنی وہ بشیر بھی ہو اور نذیر بھی ہو، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ صفت خاص طور سے بیان کی گئی کہ تمام لوگوں کے لیے آپ کو بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا گیا۔

دنیا کے سارے کام میں تربیت اور سیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے، دینی ماحول بنانے کا کام کارِ نبوت ہے، ظاہر ہے اس کام کو بھی سیکھنے کی ضرورت ہے، سیکھنے کے لیے اس کے پاس جانا ہوگا، جس کے ورک شاپ میں یہ چیز ملتی ہو، یہ دوکان اولیاء اللہ بزرگان دین، مصلحین، مبلغین اور دعاۃ حضرات نے لگا رکھی ہے، یہ سوچنا قطعاً صحیح نہیں ہے کہ ''وہ جو بیچتے تھے دوائے دل وہ دوکان اپنی بڑھا گیے'' دوکان بڑھی نہیں ہے، موجود ہے اور قیامت تک موجود رہے گی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو تقویٰ کے ساتھ صدیقین کی صحبت اختیار کرنے کا حکم دیا ہے، اس لیے صدیقین کی جماعت قیامت تک ختم نہیں ہوسکتی، ضرورت طلب کی ہے، جستجو کی ہے۔

تجربات ومشاہدات بتاتے ہیں کہ دعوت وتبلیغ کی محنت، مدارس اسلامیہ کی تعلیم وتربیت، صالح اور صحیح العقیدہ پیر ومرشد کی صحبت، اپنی زندگی کو خیر کے لائن پر ڈالنے، دوسروں کو راہ راست پر لانے اور دینی ماحول بنانے میں اکسیر کا درجہ رکھتی ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ سماج کو صالح رخ دینے اور دینی ماحول بنانے کے لیے ہر طبقہ کے لوگ آگے آئیں، اس لیے کہ دین کے ساتھ تجارت ومعیشت کی ساری محنت قبول ہے، لیکن تجارت ومعیشت اور زندگی گذارنے کے جتنے طریقے ہیں وہ دین کے بغیر ادھورے نامکمل اور ناقص ہیں۔

بہار-غربت میں سب سے آگے

نیتی آیوگ نے ہندوستان میں غربت کے اعداد وشمار (ایم پی آئی) جاری کیے ہیں، جس کے مطابق غربت کا تناسب بہار میں ۵۱ء۹۱، جھارکھنڈ میں ۴۲ء۱۶، اتر پردیش میں ۳۷ء۸۹، مدھیہ پردیش میں ۳۶ء۶۵ اور میگھالیہ ۳۲ء۶۷ فی صد ہے یعنی بہار غربت میں اول نمبر پر ہے اس کے بعد چار ریاستیں سب سے زیادہ غریب ہیں، جب کہ کیرل ۰ء۷۱، گوا ۳ء۷۶، سکم ۳ء۸۲، تامل ناڈو ۴ء۸۹، پنجاب ۵ء۸۹، فی صد کے ساتھ ہندوستان کے مالدار ترین ریاستوں میں شامل ہے، یعنی یہ سب سے کم غریب ریاستیں ہیں، اسکولی تعلیم، کھانا پکانے کا ایندھن اور بجلی سے محروم آبادی کے اعتبار سے بھی بہار کی حالت سب سے خراب ہے، حالاں کہ دعویٰ حکومتی سطح پر ہر گھر بجلی پہونچادینے کا برسوں سے کیا جارہا ہے، سارے اضلاع کی حالت یکساں نہیں ہے، پٹنہ، مظفر پور، گیا اور بھاگلپور نسبتاً مالدار اور امیر اضلاع کی فہرست میں ہیں، جب کہ کشن گنج، ارریہ، مدھے پورا، مشرقی چمپارن، سوپول، جموئی، سیتا مڑھی، پورنیہ، کٹیہار اور شیوہر میں ساٹھ فی صد سے زیادہ غربت کی زندگی جی رہے ہیں، نیتی آیوگ کے نائب صدر راجیو کمار نے اس رپورٹ کے بارے میں بتایا کہ ہندوستان میں ایم پی آئی مختلف قسم کی غربت کا اندازہ لگاتا ہے، اور اس کے اسباب وعوامل سے لوگوں کو آگاہ کرتا ہے۔

اس اعداد وشمار کی تیاری میں بارہ قسم کے احوال ومعاملات کے اعداد وشمار جمع کیے جاتے ہیں، جن میں صحت، تعلیم معیار زندگی، پر خصوصی توجہ مرکوز رکھی جاتی ہے، بہار کے وزیر تعلیم وجے کمار چودھری نے اس رپورٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ ایک غیر عملی تجزیہ ہے اور نیتی آیوگ کے ترقیات کے ناپنے کا پیمانہ ہی درست نہیں ہے، وہ ترقی پذیر اور ترقی یافتہ ریاستوں کو ایک ہی نظر سے دیکھتا ہے، حالاں کہ جو ریاست اپنے وسائل سے ترقی کے منازل طے کررہی ہے، اس کو الگ خانہ میں رکھنا چاہیے، اس رپورٹ سے ایسی ریاستوں کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے جو اپنے ہی وسائل پر ترقی کے لیے انحصار کررہی ہیں۔

صورت حال جو بھی ہو، حکمراں طبقہ جو کچھ ہمیں بتاتا رہا ہے اور ریاست میں ترقی کی جس تیز ہوا کا تذکرہ ہمارے سیاست داں کرتے نہیں تھکتے اس میں صداقت نہیں ہے، نیتی آیوگ کی یہ رپورٹ تو یہی کہہ رہی ہے۔

اومیکرون کی دہشت

دنیا ابھی کورونا کی دہشت اور وحشت سے پورے طور پر نکلی بھی نہیں تھی کہ اب اس کے نئے ویرینٹ اومیکرون نے پوری دنیا کو دہشت میں مبتلا کردیا ہے، یہ ویرینٹ جنوبی افریقہ میں پایا گیا ہے اور تیزی سے اپنے پاؤں پھیلا رہا ہے، جس کی وجہ سے تمام حکومتوں نے کورونا سے راحت کے بعد بدلی ہوئی پالیسی پر سے نظر ثانی کا کام شروع کردیا ہے۔

ابھی چند دن قبل وزارت داخلہ، خارجہ اور محکمۂ صحت سے متعلق مشترکہ مشاورتی میٹنگ میں بین الاقوامی پروازوں کو پھر سے شروع کرنے کا اعلان کیا گیا تھا، لیکن کورونا وائرس کے نئے ویرینٹ سے پیدا شدہ خطرات کی وجہ سے وزیر اعظم نے اس فیصلے پر نظر ثانی کی ہدایت دی ہے اور بیرون ملک سے آنے والوں کی جانچ اور گہری نظر رکھنے کی ضرورت پر زور دیا ہے، اس نئے ویرینٹ اومیکرون نے جنوبی افریقہ کے بعد ہانگ کانگ، بوٹسوانہ، اسرائیل، اور بلجیم تک کا سفر طے کرلیا ہے، حالات کی سنگینی کو دیکھتے ہوئے برطانیہ، آسٹریلیا، کینیڈا، فرانس، جرمنی، اٹلی اور ہالینڈ نے نو افریقی ممالک سے لیسوتھو، اسواتینی، موزنبیق، مالی اور بوٹسوانہ سے آنے والی پروازوں پر پابندی لگادی ہے، خبر یہ بھی ہے کہ اب اس فہرست میں امریکہ، سعودی عرب، سری لنکا، برازیل، ایران، یمن، متحدہ عرب امارات سمیت کچھ دوسرے ممالک بھی شامل ہوگیے ہیں، ہندوستان حالات پر کڑی نظر رکھے ہوئے ہے، اس معاملہ میں حزب مخالف بھی حکومت کے ساتھ ہے اور اس سے چوکنا رہنے اور متاثرہ ملکوں سے پروازوں کو روکنے کی ضرورت بتائی ہے، اس سلسلے میں حکومت نے جو اقدام کیے ہیں اس کے پیش نظر ۴۸ رگھنٹے قبل کی کوڈ ٹسٹ رپورٹ دینی ہوگی، اور چودہ دن تک کورنٹائین رہنا ہوگا۔ عام شہریوں سے بھی وزیر اعظم نے اپیل کی ہے کہ احتیاطی تدابیر پر عمل جاری رکھیں، جسمانی فاصلے اور ماسک لگانا بھی احتیاطی تدابیر کا حصہ ہے، اسے اپنانا چاہیے اور اس معاملہ میں سستی نہیں کرنی چاہیے۔

Scanned with CamScanner

یادوں کے چراغ

امیر شریعت ثالث
حضرت مولانا سید شاہ
محمد قمر الدین جعفری زینبیؒ

: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

دار العلوم خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف کے سابق استاذ، خازن بہشت (فارسی) اور اشارات الکتب الی اباحۃ ایصالِ الثواب (اردو) کے مصنف حضرت مولانا سید شاہ محمد قمر الدین جعفری زینبی بن مولانا سید شاہ بدرالدین قادری بن مولانا سید شاہ شرف الدین قادری رحمہم اللہ اجمعین امارت شرعیہ بہار اور اڈیشہ کے تیسرے امیر شریعت تھے۔ ۳/ذیقعدہ ۱۳۲۱ھ میں خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف میں تولد ہوئے ، اور ۱۹/جمادی الاخری ۱۳۷۶ھ مطابق ۲۱/جنوری ۱۹۵۷ء کو دنیا سے رخت سفر باندھا، جنازہ کی نماز حضرت مولانا سید شاہ امان اللہ قادری سجادہ نشیں خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف نے پڑھائی اور خانقاہ مجیبیہ کے قبرستان باغ مجیبی میں تدفین عمل میں آئی، پس ماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک صاحب زادہ مولانا سید شاہ عماد الدین قادریؒ اور دو صاحب زادیوں کو چھوڑا۔

امیر شریعت ثالث نے ابتدا سے متوسطات تک کی کتابیں حضرت مولانا سید شاہ محی الدین قادری جعفری زینبی اور مولانا عبدالعزیز ابھری سے پڑھیں، درسیات کی تکمیل مدرسہ حمیدیہ قلعہ گھاٹ دربھنگہ سے کیا، یہاں انہوں نے مولانا عبدالمجید صاحب راجوی دربھنگوی اور مولانا مقبول احمد خاں صاحب دربھنگوی کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا، یہ ۱۳۳۹ھ کا سال تھا، پہلی دستار بندی مدرسہ حمیدیہ قلعہ گھاٹ دربھنگہ میں ہوئی، اور دوسری خانقاہ مجیبیہ پھلواری شریف میں ، علماء، مشائخ، صاحب دل اور اہل نسبت بزرگ دونوں جگہ موجود تھے، تصوف میں تمام سلاسل کی تعلیم وتربیت اپنے والد سید شاہ بدرالدین قادریؒ سے پائی اور اس راہ میں کامل ہونے کے بعد اجازت وخلافت بھی انہیں سے ملی، حرمین شریفین کی زیارت اور حج بیت اللہ کی سعادت دوبار نصیب ہوئی، ایک بار ۱۳۴۷ھ اور دوسری بار ۱۳۵۳ھ میں۔ ان دونوں موقعوں سے آپ نے شیوخ حرمین، علماء کرام اور صاحب نسبت بزرگوں سے بھرپور استفادہ کیا، مختلف طرق سے سند حدیث اور مختلف سلاسل میں اجازت بیعت بھی حاصل ہوئی، سید عبداللہ بن محمد غازی نے قصیدہ بردہ کی اجازت مرحمت فرمائی، تاریخ ۲/ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ کی تھی، سید احمد شریف نوسی نے سلسلہ قادریہ اور تمام سلاسل ومرویات کا تحریری اجازت نامہ ۸/محرم ۱۳۴۸ھ کو آپ کو عطا کیا تھا، مولانا غلام دستگیر نے بھی احادیث کی روایت اور سلاسل کی سند سے سرفراز فرمایا، عرصہ دراز تک دار العلوم مجیبیہ کے مؤقر استاذ کی حیثیت سے درس وتدریس کے سلسلہ سے وابستہ رہے، بہت سارے طلبہ نے آپ سے کسب فیض کیا۔ فیض علمی بھی منتقل کیا اور فیض روحانی بھی۔

امیر شریعت ثانی کے وصال کے بعد ۶، ۷/شعبان ۱۳۶۶ھ مطابق ۲۶، ۲۷/جون ۱۹۴۷ء کو ڈھاکہ موجودہ ضلع مشرقی چمپارن میں امیر شریعت ثالث کی حیثیت سے منتخب ہوئے، انتخاب امیر شریعت کے اس اجلاس کی صدارت مشہور محقق، مؤرخ اور عالم دین مولانا سید محمد میاں صاحبؒ نے فرمائی، مجلسِ استقبالیہ کے صدر شیخ التفسیر حضرت مولانا ریاض احمد صاحب سنت پوری تھے۔

اجلاس میں امیر شریعت کے لیے چار نام، مولانا منت اللہ رحمانی، علامہ سید سلیمان ندوی، مولانا قاضی سید نور الحسن، مولانا سید شاہ محمد قمر الدین، مولانا ریاض احمد صاحب سنت پوری اور مولانا عبد الصمد رحمانی نائب امیر شریعت کے اسماء گرامی قدر پیش ہوئے ، ان میں آخر کے دوناموں کا اضافہ مجلسِ استقبالیہ نے کیا تھا؛ گویا کہ امیر شریعت کے لیے چھ نام پیش ہوئے، ان چھ ناموں میں سے کسی ایک کو منتخب کرنے کے لیے انتخابی اجلاس نے ایک نو (۹) نفری کمیٹی بنائی، جس نے امیر شریعت ثالث کی حیثیت سے مولانا کو منتخب کرلیا، اجلاس کی توثیق کے بعد بیعت سمع وطاعت لی گئی۔

امیر شریعت ثالثؒ کو امارت کی خدمت کے لیے زندگی کے دس سال ملے، کمی صرف یہ تھی کہ سابق دونوں امیر شریعت کے دور میں بانی امارت شرعیہ مولانا ابو المحاسن محمد سجادؒ موجود تھے اور ان کی فکری بصیرت اور عملی تگ ودو سے کام آگے بڑھتا تھا، امیر شریعت ثالث کے دور سے پہلے ہی ان کا سایہ سر سے اٹھ چکا تھا اور ان کی کمی شدت سے محسوس کی جارہی تھی، اس کے باوجود چوں کہ امیر شریعت ثالث خانقاہ مجیبیہ کے سجادہ نشیں نہیں تھے، اس لیے خلوت گزینی سے وہ آزاد تھے ، امارت شرعیہ کے کاموں کو آگے بڑھانے کے لیے وہ بہار اڈیشہ میں دورے کرتے ، ان کے رفقاء عالی قدر حضرت مولانا منت اللہ رحمانیؒ، مولانا قاضی سید نور الحسنؒ، مولانا عبد الصمد رحمانیؒ سب مولانا ابو المحاسن محمد سجادؒ کے تربیت یافتہ تھے، کام کو سمجھے اور دیکھے ہوئے تھے، اس لیے امیر شریعت ثالث کی قیادت میں اپنے پیش رو دو امراء شریعت کے ذریعہ کئے گئے کاموں کو آگے بڑھانے میں لگے رہے۔

امیر شریعت ثالث کے انتخاب کے صرف ڈیڑھ ماہ کے بعد ملک صرف آزاد ہی نہیں ہوا تقسیم بھی ہوگیا، پورے ہندوستان میں عموماً اور بہار میں خصوصاً فرقہ وارانہ فسادات شروع ہوئے، گاؤں کا گاؤں نقل مکانی پر مجبور ہوا، ایک خونی طوفان تھا جو مسلمانوں کو اپنی زد پر لیے ہوا تھا، ایسے میں امیر شریعت ثالث نے اپنے رفقاء کے مشورے سے ملک کے اقتدار پر متمکن قائدین اور گاندھی جی کو اس صورت حال کی طرف مضبوطی سے متوجہ کیا، یہ آواز سنی گئی اور سرحدی گاندھی خان عبدالغفار خان اور گاندھی جی کے ساتھ بہت سارے سیاسی حضرات نے بہار کے دورے کئے، گاندھی جی نے تو بہار میں کچھ دنوں کے لیے ڈیرہ بھی ڈال دیا تھا؛ لیکن تب تک بہت کچھ تباہ ہو چکا تھا، امارت شرعیہ نے متاثرین کو وقتی امداد کے ساتھ باز آبادکاری کے کاموں کو بھی اپنے ذمہ لیا، اور یہ سب امارت شرعیہ نے خدمت خلق اور انسانیت کے جذبہ سے کیا، من وتو کی تفریق نہ کرنے کی وجہ سے حالات کو سازگار بنانے میں بڑی مدد ملی، حضرت امیر شریعت نے اپنے رفقاء کے ساتھ دورے کئے ، مسلمانوں کو ڈھارس بندھائی، حوصلہ دلایا، خوف کی نفسیات سے نکلنے کی تلقین کی، اس سے مسلمانوں کے قدم جم گئے اور امارت شرعیہ کی جد وجہد سے بہار اور اڈیشہ کے مسلمان اس طوفان بلا خیز سے نکلنے میں کامیاب ہوئے ، امارت شرعیہ کی پکڑ عوامی سطح پر مضبوط ہوئی، لوگوں نے جان لیا کہ امارت شرعیہ ملی، تعلیمی تنظیم کے ساتھ سماجی اور رفاہی کاموں میں دوسری تنظیموں سے کہیں آگے ہے، اللہ تعالیٰ حضرت امیر شریعت ثالث کے درجات بلند کرے اور ملت اسلامیہ کے لیے ان کی خدمات کا انہیں بہتر اجر عطا فرمائے۔ آمین

کتابوں کی دنیا

: ایڈیٹر کے قلم سے

(تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں)

دُوبَدُو

محمد امام الہدیٰ انور آفاقی (ولادت ۷/اگست ۱۹۵۴ء) بن حاجی محمد نور الہدیٰ بن مولوی عبد الجلیل بن وعظ الدین بن فرزند علی ساکن ہُدی منزل، راج ٹولی (بھیگو) دربھنگہ کے مشہور شاعر، اچھے افسانہ نگار اور بہترین نثر نگار ہیں، ان کی شاعری کا مجموعہ غموں کی خوشبو، سفرنامہ دیرینہ خواب کی تعبیر، افسانوں کا مجموعہ نئی راہ نئی روشنی اور پروفیسر مناظر عاشق ہرگانوی سے گفتگو دوبدو، ان کے ادبی مکالمے اور انٹرویو کا مجموعہ ہے، جو انہوں نے پروفیسر آفتاب احمد آفاقی، خلیق الزماں نصرت، ڈاکٹر سلیم خان، شمیم قاسمی، ڈاکٹر عبدالمنان طرزی، ڈاکٹر مجیر احمد آزاد ڈاکٹر منصور خوش تر، نور شاہ اور وحشی سعید سے لیا ہے، انور آفاقی کی وسعت ظرفی کی بات ہے کہ انہوں نے اپنے سینئر اور انتہائی جونیر ادیبوں سے ادبی مکالمہ کرنے میں کوئی تفریق نہیں کی ہے، سب سے دل کھول کر گفتگو کی اور پرت در پرت زندگی کے گوشوں کو لوگوں کے سامنے رکھ دیا ہے۔ آفاقی کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے جن حضرات سے مکالمہ کیا ان کے تحت الشعور میں دبی اور چھپی باتوں کو نکال لینے میں کامیابی حاصل کی ہے۔

اس مکالمہ اور انٹرویو کا خیال آفاقی صاحب کو بعض نامور شعراء وادباء کی تاریخ پیدائش اور ان کے احوال کے اختلاف کو دیکھ کر آیا، ان کی فکر یہ تھی کہ اگر زندگی میں ان حضرات سے گفتگو کر کے ان کی تاریخ پیدائش اور احوال قلم بند کر لیے جائیں، تو بعد میں محققین کو تحقیق کی وادیاں عبور نہیں کرنی پڑیں گی، اور ان کے احوال ان کی زبانی درج ہونے کی وجہ سے صحیح اور زیادہ معلوماتی ہوں گے، اسی خیال نے دُوبدُو کو وجود بخشا اور اب یہ چھپ کر ہمارے سامنے ہے۔

دُوبدُو ایک سو چھہتر صفحات پر مشتمل ہے، جس کی قیمت دو سو روپے رکھی گئی ہے، المنصور ایجوکیشنل اینڈ ویلفیر ٹرسٹ دربھنگہ کے زیر اہتمام روشان پرنٹرس دہلی سے طبع شدہ یہ کتاب مصنف کے پتہ کے علاوہ ناولٹی بکس قلعہ گھاٹ دربھنگہ اور بک امپوریم سبزی باغ پٹنہ سے حاصل کر سکے ہیں، کتاب کا انتساب ابن صفی کے نام ہے جن کو پڑھ کر آفاقی صاحب نے اردو لکھنا پڑھنا سیکھا، انتساب کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ فن ادباء سے انہوں نے مکالمہ کیا، ان میں سے بیش تر نے ابن صفی کے جاسوسی ناول کو پڑھ کر ہی لکھنے کا شعور پایا۔

ڈاکٹر عبدالحیٔ سی ایم کالج دربھنگہ نے انور آفاقی کے انٹرویو کا تفصیلی جائزہ لیا ہے جو اس کتاب کے شروع میں بطور مقدمہ شامل ہے، انہوں نے لکھا کہ ”انور آفاقی کے زیادہ تر انٹرویو شخصی ہیں، اور ذاتیات کا احاطہ کرتے ہیں، جن شخصیات کے انٹرویو لیے گیے ہیں ان کے بارے میں مکمل معلومات دے دی گئی ہیں، اگر کوئی اسکالر اس شخصیت پر کچھ لکھنا چاہتا ہے تو اس کتاب سے اسے کافی مدد ملے گی۔ کتاب کا مطالعہ معاصر افسانوی، تنقیدی تدریسی اور شعری منظرنامے کو سمجھنے میں معاون ہوگا۔“

اس کتاب کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ بات بات میں آفاقی کو انٹرویو دینے والے نے وہ راز بھی اگل دیے ہیں، جو ہندوستان کا ڈھیرے ڈھیرے طرۂ امتیاز بنتا جارہا ہے، مثلاً یونیورسٹی اور کالج کی ملازمت حاصل کرنے کے لئے کیا کچھ نہیں کرنا پڑتا ہے، ایوارڈ حاصل کرنے کے لیے پورا پورا قصیدہ لکھنا پڑتا ہے، ادبی شخصیت اور نظریات کی تشکیل میں بنیادی عوامل کیا کار فرما ہوتے ہیں، اور کس طرح وہ نظریات شعراء، ادباء کے ذہن ودماغ پر چھا جاتے ہیں، اور پوری زندگی اس کو برتتے رہتے ہیں، اس سلسلے میں انٹرویو کے آخر میں جو پیغام ان ادباء نے دیا ہے وہ بھی انتہائی اہم ہیں، سب کا ذکر کرنا تو ممکن نہیں ہے، لیکن دو ایک اقتباس نقل کر کے اپنی بات ختم کرنا چاہوں گا۔ آفتاب احمد آفاقی کہتے ہیں:

”علم وادب میں جلد بازی مضر ہے، آپ پلک جھپکتے ادیب یا نقاد کبھی نہیں بن سکتے، اس کے لئے محنت شاقہ درکار ہے۔ آپ اس پر مت جائیے کہ کون کتنا لکھ رہا ہے؟ آپ یہ دیکھنے کی کوشش کیجئے کہ کیا لکھ رہا ہے؟ خلیق الزماں نصرت اپنے پیغام میں کہتے ہیں: ”کسی زبان کو زندہ کرنا حکومت نہیں بلکہ وقت کے ہاتھ میں ہے اور وقت عمل کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے، اردو والوں نے صبر وسکون وضبط وبرداشت کی آخری حد پار کرلیا ہے اب ایک فیصلہ کن جیت کی ضرورت ہے۔“ (ص ۶۸)

سلیم خان نے نوجوانوں کو پیغام دیتے ہوئے بتایا ہے کہ اردو پڑھیں، اپنے بچوں کو پڑھائیں اور اگر لکھ سکتے ہیں تو لکھیں اور لوگوں تک پہونچائیں۔ یہ اور اس قسم کے بہت سارے بیانات اور پیغامات ہیں، جن سے اردو دوستوں اور ادیبوں کو اچھی رہنمائی ملتی ہے، انور آفاقی نے اس کتاب میں شامل نورتنوں کا ہر انٹرویو سے قبل مختصر تعارف پیش کر کے ان کی ذات وصفات اور خدمات کو سمجھنے کی راہ ہموار کردی ہے، جس کے پاس وقت ہو وہ پورا انٹرویو پڑھ لے، معلومات میں اچھا خاصہ اضافہ ہوگا، جس کے پاس وقت کم ہو وہ مختصر تعارف پڑھ کر بھی انٹرویو دینے والوں کے دروبست کو سمجھ سکتا ہے، اس لیے میری نظر میں کتاب وقیع ہے اور اس لائق ہے کہ ادب سے تعلق رہنے والوں کے گھروں میں محفوظ رہے تاکہ آئندہ نسلیں بھی اس کا مطالعہ کر کے ادب کی راہ پر گامزن ہوسکیں، حقیقی ادب میں ان میں آئے فنی ادب تک بھی ان کی رسائی ہوسکے۔

Scanned with CamScanner

قسط نمبر-۲۳

حجۃ الاسلام الامام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ بحیثیت مصنف

☆حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی نائب امیر شریعت امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ☆

(۳)**تحفۂ لحمیہ**: یہ رسالہ ہندوؤں کے اعتراض کے رد میں لکھا گیا، اعتراض یہ تھا کہ جانوروں کو ذبح کرنا ظلم ہے اور ظلم ہر ملت و مذہب میں ممنوع ہے، الامام الکبیرؒ نے اس رسالہ میں ان کے اعتراض کا مدلل جواب دیا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر جانوروں کو ذبح کرنا ظلم ہے تو ہندو ان کی کھال کے جوتے چپل کیوں پہنتے ہیں، نیز یہ کہ اگر جانوروں کو ذبح کرنا ظلم ہے تو ان پر سواری کرنا، بوجھ لادنا، انہیں قید کرنا بھی ظلم ہے، اسی طرح اگر جانوروں کو ذبح کرنا گناہ کبیرہ ہے تو ان کو مارنا، پیٹنا ثواب کا کام نہیں۔

(۴)**براہین قاسمیہ**: (جواب ترکی بہ ترکی) یہ رسالہ آریہ سماج کے رسالہ ''آریہ سماچار میرٹھ'' کے اٹھائے ہوئے اعتراضات کے جواب میں ہے، اس کے بنیادی مباحث میں باری تعالیٰ کا وجود اور اس کی صفات، علم، ارادہ، قدرت وغیرہ کی تفصیل ہے، پھر مادۂ قدیم ہونے کی تردید پر تفصیلی کلام کیا گیا ہے، آخر کتاب میں قرآن کو کلام اللہ اور دوسری کتب سماویہ کو کتاب اللہ ثابت کیا گیا ہے اور سب سے آخر میں انبیاء کی ضرورت ان کی حیثیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے دلائل اور خاتمیت کے مفہوم کی مکمل وضاحت کی گئی، کتاب اردو میں ہونے کے باوجود چونکہ کلامی مباحث اور منطقیانہ طرز استدلال سے پُر ہے، ایک ایک مضمون پر شاخ در شاخ بحثیں ہیں، پوری کتاب مسلسل مضمون کی شکل میں ہے اس کی تسہیل مولانا اشتیاق احمد صاحب استاذ دارالعلوم دیوبند نے کردی اور اس کا نام ''براہین قاسمیہ'' رکھا۔

(۵)**قبلہ نما**: پنڈت دیانند سرسوتی کے اعتراضات میں ایک یہ تھا کہ مسلمان ہندوؤں کو بت پرست کہتے ہیں اور خود ایک مکان (بیت اللہ) کو سجدہ کرتے ہیں جس میں بہت سے پتھر ہیں، یہ کتاب اسی سوال کے جواب میں لکھی گئی اس کتاب میں متکلمانہ انداز میں جواب دیا گیا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بت پرست اپنے بتوں کو خانۂ خدا نہیں بلکہ ''مہادیو'' اور ''گنیش'' خیال کرتے ہیں اس لئے بیت اللہ کی طرف کو منہ کرکے نماز ادا کرنا دوسری بات ہے اور بت پرستی اور چیز ہے۔

(۶)**تقریر دل پذیر**: الامام الکبیرؒ نے یہ کتاب دعوت اسلام کے نقطۂ نظر سے تصنیف کی کتاب میں جن موضوعات پر بحث کی گئی ہے ان میں وجود باری تعالیٰ، توحید، ابطال تثلیث واصنام پرستی، انجیل کا محرف ہونا، بندوں کے افعال کا خالق اللہ ہے، نیز حدوث عالم، جنت، دوزخ، ملائکہ اور شیاطین کے وجود کو ثابت کیا گیا ہے، مسئلہ تقدیر، آسمانی شرائع میں نسخ کی وجہ، حسن وقبح اعمال، ضرورتِ نبوت، صفات الٰہی، جزء لایتجزی اور قیامت کے متعلق تفصیلی بحث ہے۔

(۷)**آب حیات**: حضرت نانوتویؒ کی یہ بڑی اہم کتاب ہے، حضرت شیخ الہندؒ نے فرمایا کہ میں نے اسے حضرت نانوتویؒ سے سبقاً سبقاً پڑھا ہے کتاب کا موضوع حیات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے، حضرت نانوتویؒ کے عہد میں چونکہ شیعی جراثیم ہر طرف پھیلے ہوئے تھے اس لئے حضرت سے شیعوں کی روایتوں کے متعلق سوالات کئے جاتے تھے، حضرت نانوتویؒ ان سوالوں کے بڑی تفصیل سے جوابات لکھتے تھے، آب حیات لکھنے کا خیال اس وقت پیدا ہوا جب آپ نے ''ہدیۃ الشیعہ'' لکھی جس میں مسئلہ فدک اور خلفاء راشدین پر شیعوں کے الزامات کو موضوع بنایا آپ نے آب حیات میں یہ ثابت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں حیات ہیں اور چونکہ زندہ شخص کے مال میں وراثت نہیں جاری ہوتی، اس لئے حضور اکرمؐ کے مال میں وراثت جاری نہیں ہوسکتی۔اس کتاب میں بھی انداز بیان متکلمانہ اور فلسفیانہ ہے۔

(۸)**توثیق الکلام**: اس کتاب میں قرأت فاتحہ خلف الامام کا مشہور اور مختلف فیہ مسئلہ زیر بحث ہے، اس سلسلہ میں آیات قرآنی اور روایات سے استدلال کیا گیا ہے، انداز بحث متکلمانہ ہے۔

مکتوبات حضرت نانوتویؒ:

حضرت نانوتویؒ کے مکتوبات کے آغاز پر مولانا نورالحسن راشد کاندھلوی کی اس تحریر کو پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں جو آپ نے مکتوبات کے تعارف میں تحریر فرمائی، وہ لکھتے ہیں:

''علمی موضوعات پر جو گرامی نامے تحریر فرمائے ہیں ان کے مباحث میں بڑا تنوع اور وسعت ہے، ان میں اسرار دین و شریعت کی گفتگو ہے، تفسیر وحدیث کے نکات کی گرہ کشائی فرمائی گئی ہے، فقہی مسائل بھی زیرِ قلم آئے ہیں، تراویح وقراءتِ ضاد، جمعہ اور اس دور میں موضوع بحث بنے ہوئے مسائل پر بھی توجہ فرمائی گئی ہے۔ ہندوستان کی شرعی حیثیت اور اس کے دارالحرب ہونے یا نہ ہونے اور یہاں عقودِ فاسدہ پر بھی اظہارِ خیال فرمایا گیا ہے۔شرک و بدعت کے کلیدی مباحث کو بھی واضح کیا گیا ہے۔مختلف دینی فرقوں کے نظریات کا بھی جائزہ لیا گیا ہے۔امکانِ نظیر کے واضح دلائل تفصیل سے لکھے ہیں، امتناعِ نظیر کے ماننے والوں کے دلائل کا علمی تجزیہ فرمایا ہے۔ردِ شیعیت پر بھی خاص توجہ ہے، خلافت وامامت اور باغِ فدک وغیرہ کے مشہور اختلافی موضوعات کا بھی علمی، عقلی جائزہ لیا ہے۔ مسلمانوں کے بگاڑ وزوال کے اسباب کا ذکر اور اپنوں کی اندرونی کمزوریوں پر بھی کہیں کہیں احتساب کیا گیا ہے، غرض بیسیوں موضوعات ومباحث ہیں جو ان مکتوبات میں زیرِ قلم آئے ہیں، لیکن ہر ایک کی جامعیت، مضامین کی فراوانی اور دلائل کی گہرائی وگیرائی کا یہ عالم ہے کہ ہر تجزیہ منفرد اور بحث حرفِ آخر معلوم ہوتی ہے۔'' (قاسم العلوم حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، احوال وآثار وباقیات ومتعلقات، ص:۱۹۶)

اب ہم مختصراً مکتوبات کا تذکرہ کرتے ہیں:

(۱)**آب حیات**: (اردو) اثبات حیات انبیاء علیہم السلام اس کتاب کا موضوع ہے، آپ کی تمام کتابوں میں یہ سب سے زیادہ مشکل کتاب سمجھی گئی ہے اگرچہ اس میں سے ایک معتدبہ حصہ جس کے بارے میں حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتویؒ کی رائے یہ تھی کہ اسے کوئی نہیں سمجھ سکتا اس کو نکال دیا گیا ہے۔

(۲)**مصابیح التراویح** (فارسی) موضوع نام سے ظاہر ہے اور ضمناً عجیب وغریب مضامین زیرِ قلم آئے ہیں، اس کتاب کا حضرت مولانا اشتیاق احمد صاحب دیوبندیؒ نے ترجمہ فرمایا ہے جو انوار المصابیح کے نام سے شائع ہوا ہے۔

حکایات دل

: مولانا رضوان احمد ندوی

دنیا کا چلن روز بروز بگڑتا جارہا ہے، جسے محسوس کرکے سخت مایوسی اور وحشت ہوتی ہے، اسی لئے غنیمت ہیں وہ لمحات زندگی جو ایسے صالحین وابرار کی معیت وصحبت میں بسر ہوں کہ ان سے ایمان تازہ ہوتا ہے اور دل میں ایک حوصلہ پیدا ہوتا ہے، آیئے اولیاء واتقیاء کے چند سبق آموز واقعات سے درس عبرت حاصل کریں اور ایمان ویقین میں تازگی پیدا کریں۔

بچوں کے ساتھ جھوٹ نہ بولو

ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک خاتون ایک بچے کو بلاکر گود میں لینا چاہتی تھی، لیکن وہ بچہ قریب نہیں آرہا تھا، اس خاتون نے بچے کو بہلانے کے لئے کہا کہ بیٹا یہاں آؤ ہم تمہیں ایک چیز دیں گے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بات سن لی اور آپ نے خاتون سے پوچھا کہ تمہارا کوئی چیز دینے کا ارادہ ہے یا ویسے ہی اس کو بلانے اور بہلانے کے لئے کہہ رہی ہو؟ اس خاتون نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا کھجور دینے کا ارادہ ہے کہ جب وہ میرے پاس آئے گا تو میں اس کو کھجور دوں گی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہارا کھجور دینے کا ارادہ نہ ہوتا، بلکہ محض بہلانے کے لئے کہتی کہ میں تمہیں کھجور دوں گی، تو تمہارے نامہ اعمال میں ایک جھوٹ لکھ دیا جاتا۔

اس حدیث سے یہ سبق ملا کہ بچوں کے ساتھ بھی جھوٹ نہ بولو اور اس کے ساتھ بھی وعدہ خلافی نہ کرو، ورنہ شروع ہی سے جھوٹ کی برائی اس کے دل سے نکل جائے گی۔ (ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی التشدید فی الکذب، حدیث نمبر:۴۹۹۱)

دسترخوان جھاڑنے کا صحیح طریقہ

دارالعلوم دیوبند میں ایک استاد تھے، حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو ''حضرت میاں صاحبؒ'' کے نام سے مشہور تھے، بڑے عجیب وغریب بزرگ تھے، ان کی باتیں سن کر صحابہ کرام کے زمانے کی یاد تازہ ہوجاتی ہے، ایک مرتبہ ایک شخص ان کی خدمت میں گیا، تو انہوں نے فرمایا کہ کھانے کا وقت ہے، آؤ کھانا کھالو، وہ ان کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھ گیا، جب کھانے سے فارغ ہوا تو اس نے دسترخوان کو لپیٹنا شروع کیا تاکہ باہر جاکر دسترخوان جھاڑ دے، تو حضرت میاں صاحبؒ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا کیا کررہے ہو؟ اس نے کہا کہ حضرت دسترخوان جھاڑنے جارہا ہوں، حضرت میاں صاحبؒ نے پوچھا کہ دسترخوان جھاڑنا آتا ہے؟ اس نے کہا کہ حضرت، دسترخوان جھاڑنا کونسا فن یا علم ہے جس کے لئے باقاعدہ تعلیم کی ضرورت ہو، باہر جاکر جھاڑ دوں گا، حضرت میاں صاحبؒ نے فرمایا کہ اسی لئے تو میں نے تم سے پوچھا تھا کہ دسترخوان جھاڑنا آتا ہے یا نہیں؟ معلوم ہوا کہ نہیں دسترخوان جھاڑنا نہیں آتا، اس نے کہا کہ پھر آپ سکھادیں، فرمایا کہ ہاں دسترخوان جھاڑنا بھی ایک فن ہے۔

پھر آپ نے اس دسترخوان کو دوبارہ کھولا اور اس دسترخوان پر جو بوٹیوں کے ذرات تھے ان کو ایک طرف کیا اور روٹی کے ٹکڑوں کو ایک طرف کیا اور ہڈیوں کو جن پر کچھ گوشت وغیرہ لگا ہوا تھا ان کو ایک طرف کیا اور روٹی کے جو چھوٹے چھوٹے ذرات تھے، ان کو ایک طرف جمع کیا، پھر فرمایا کہ دیکھو، یہ چار چیزیں ہیں اور میرے یہاں ان چاروں چیزوں کی علاحدہ علاحدہ جگہ مقرر ہے، یہ جو بوٹیاں ہیں ان کی فلاں جگہ ہے، بلی کو معلوم ہے کہ کھانے کے بعد اس جگہ بوٹیاں رکھی جاتی ہیں، وہ آکر کھالیتی ہے اور ان ہڈیوں کے لئے جگہ مقرر ہے، محلے کے کتے کو وہ جگہ معلوم ہے، وہ آکر ان کو کھالیتے ہیں اور یہ جو روٹیوں کے ٹکڑے ہیں، ان کو میں اس جگہ دیوار پر رکھتا ہوں، یہاں پرندے، چیل، کوے آتے ہیں اور وہ ان کو اٹھا کر کھالیتے ہیں۔اور یہ جو روٹی کے چھوٹے چھوٹے ذرات ہیں، تو میرے گھر میں چونٹیوں کا بل ہے، ان کو اس بل کے پاس رکھ دیتا ہوں وہ چونٹیاں اس کو کھالیتی ہیں، پھر فرمایا کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کا رزق ہے، اس کا کوئی حصہ ضائع نہیں جانا چاہئے، اس دن اس کو معلوم ہوا کہ دسترخوان جھاڑنا بھی ایک فن ہے اور اس کو بھی سیکھنے کی ضرورت ہے۔

آج ہمارا یہ حال ہے کہ دسترخوان کو جاکر کوڑے دان کے اندر جھاڑ دیا، اللہ کے رزق کے احترام کا کوئی اہتمام نہیں، ارے یہ ساری اللہ تعالیٰ کی مخلوقات ہیں جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہ رزق پیدا کیا، اگر تم نہیں کھاسکتے تو کسی اور مخلوق کیلئے اس کو رکھ دو۔ (خطبات، ج:۵)

حکیمانہ طرز خطاب

دارالعلوم دیوبند کے دوسرے مہتمم حضرت مولانا رفیع الدین صاحبؒ نے ایک مرتبہ محسوس کیا کہ بعض مدرسین دارالعلوم کے مقررہ وقت سے کچھ دیر میں آتے ہیں تو آپ نے حاکمانہ محاسبہ کے بجائے یہ معمول بنالیا کہ روزانہ دارالعلوم کا وقت شروع ہونے پر دارالعلوم کے دروازے کی قریب ایک چارپائی ڈال کر اس پر بیٹھ جاتے اور جب کوئی استاد آتے تو سلام ومصافحہ اور دریافت خیریت پر اکتفاء فرماتے زبان سے کچھ نہ کہتے کہ آپ دیر سے کیوں آئے، اس حکیمانہ سرزنش نے تمام مدرسین کو وقت کا پابند بنادیا البتہ صرف ایک مدرس اس کے بعد بھی کچھ دیر سے آتے تھے ایک روز جب وقت مقرر کے کافی بعد مدرسہ میں داخل ہوئے تو سلام اور دریافت خیریت کے بعد انہیں پاس بٹھا کر فرمایا۔

''مولانا! میں جانتا ہوں کہ آپ کے مشاغل بہت ہیں ان کی وجہ سے دارالعلوم پہنچنے میں دیر ہوجاتی ہے ماشاءاللہ آپ کا وقت بڑا قیمتی ہے اور میں ایک بےکار آدمی ہوں خالی پڑا رہتا ہوں آپ ایسا کریں اپنے گھریلو کام مجھے بتلادیا کریں میں خود جاکر ان کو انجام دے دیا کروں گا تاکہ آپ کا وقت تعلیم کے لئے فارغ ہوجائے'' اس حکیمانہ طرز خطاب کا اثر ہونا تھا وہ ہوا اور وہ مدرس بھی آئندہ ہمیشہ کے لئے وقت کے پابند ہوگئے۔ (اکابر دیوبند کیا تھے ص۱۱۳)

نظام مساجد اور عصری تقاضے

مولانا شمیم اکرم رحمانی معاون قاضی شریعت امارت شرعیہ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت مدینہ سے قبل کی زندگی کو مکی زندگی کہا جاتا ہے، مکی زندگی ۱۳/ سال کے عرصے پر محیط ہے اور اذیتوں کے تسلسل کی وہ داستاں ہے جسے سن کر روشن ضمیروں کی چیخیں نکل پڑتی ہیں، اللہ کے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکی زندگی میں اذیتوں کے تسلسل نے مسجد کی تعمیر کا موقع فراہم نہیں کیا، اس کے علاوہ کائنات کی سب سے پہلی مسجد مکہ میں موجود بھی تھی، گرچہ وہ مشرکین مکہ کی آماجگاہ بنی ہوئی تھی، لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی اور مکہ سے مدینہ منورہ تشریف لائے تو نہ صرف یہ کہ مسجد کی تعمیر کی فکر کی بلکہ ترجیحی بنیاد پر اپنی اور اپنے اصحاب کی رہائش کے انتظام سے قبل مسجد کی تعمیر کی راہ ہموار کی اور دو یتیم بچوں سے باضابطہ زمین خرید کر مسجد کی تعمیر کرائی، دوران تعمیر ایک عام مزدور کی طرح کام بھی کیا جس سے اسلامی سوسائٹی میں مسجد کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے، بلکہ مدینہ پہونچنے سے قبل قبا کے مقام پر بھی آپ نے مسجد کی تعمیر کرائی جس کا تذکرہ قرآن مجید میں موجود ہے، رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف اپنے عمل سے اسلامی معاشرے کو مسجد کی اہمیت کا احساس دلایا بلکہ زبان مبارک سے بھی مسجد کی تعمیر کی ترغیب دی اور یہاں تک ارشاد فرمایا کہ ''جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے مسجد بنائی، اللہ تعالیٰ اس کا گھر جنت میں بنائے گا۔'' (بخاری و مسلم)

ممکن ہے ذہن میں یہ سوال آئے کہ مسجد کی تعمیر کی اس اہمیت کا راز کیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اسلام ایک مستحکم معاشرے کی تشکیل کی وکالت کرتا ہے، اور اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ اسلامی معاشرے کو اسی وقت استحکام مل سکتا ہے جب کہ وہ اسلام کے نظام، عقیدہ اور آداب کی مکمل رعایت کرے، جس کا لازمی تقاضا ہے کہ ہر آبادی میں ایک ایسا مرکز ہو جہاں سے اسلامی نظام، عقیدہ اور آداب کی منظم طریقے پر تبلیغ اور نشر واشاعت ہو سکے چنانچہ مسجد اس ضرورت کی تکمیل کی بہترین شکل ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام نے اپنے ماننے والوں سے جہاں نظام مساجد کے استحکام کا مطالبہ کیا ہے اور مسجد کی آباد کاری میں حصہ لینے والوں کی ستائش کی ہے، وہیں نظام مساجد کے استحکام کو کمزور کرنے والوں اور مساجد کی آباد کاری میں رخنہ اندازی کرنے والوں کو شدید پھٹکار لگائی ہے اور اسے سب سے بڑا ظالم قرار دیے کر جہنم کی وعید سنائی ہے ارشاد باری ہے:

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللَّهِ أَن يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَىٰ فِي خَرَابِهَا . أُولَٰئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَن يَدْخُلُوهَا إِلَّا خَائِفِينَ . لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ (القرآن)

ترجمہ: اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو مسجد میں ذکر کرنے والوں کو اللہ کے ذکر سے روکے، اور . اسے ویران کرنے کی کوشش کرے' یہ لوگ بغیر خوف کے مسجدوں میں داخل ہونے کے لائق نہیں' ان کے لیے دنیا میں بھی رسوائی ہے اور آخرت میں بڑا عذاب ہے

اس بات سے اختلاف کی گنجائش نہیں ہے کہ نماز کی ادائیگی کا سب سے مضبوط رشتہ مسجد سے وابستہ ہے تاہم یہ بھی طے ہے مسجدیں محض نمازوں کی ادائیگی کے لیے نہیں وجود میں نہیں لائی گئی ہیں بلکہ مسجد کا پورا نظام نماز کے ساتھ ساتھ مختلف طرح کے معاشرتی مسائل کے حل کے لیے بھی متعارف کرایا گیا ہے۔ مفتی ظفیر الدین مفتاحی رحمۃ اللہ علیہ نظام مساجد پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں

''انفرادی طور پر بھی نمازیں پڑھی جاسکتی ہیں، اور نفل نمازیں پڑھی جاتی ہیں، مگر اللہ تعالیٰ کی حکمت کا تقاضا ہوا کہ فرض نمازوں کو اجتماعی شکل دی جائے اور پراگندہ ومنتشر افراد کی شیرازہ بندی کا مظاہرہ کیا جائے اور قرآن نے تالیف قلب کا جو احسان جتلایا ہے اس کا عملی طور پر بھی رات دن اعلان ہوتا رہے چنانچہ اس کے لیے مستقل ایک نظام قائم کیا جس قدرتی نظام میں سارے مومنوں کو حتی الوسع یکجا کرنے کی کوشش کی گئی (اسلام کا نظام مساجد ص 28)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب الجامع الصحیح میں مسجد کے احکام و آداب اور اس کے استعمال کے دائرہ کار کی تفصیل 50 سے زائد ابواب میں بیان کی ہے، جس سے ایک طرف جہاں مسجد کی اہمیت کا احساس ہوتا ہے تو دوسری طرف مسجد کے استعمال کے وسیع دائرہ کار کا بھی علم ہوتا ہے، تاریخ وسیر کی کتابوں کے مطالعہ سے بھی پتہ چلتا ہے کہ عہد رسالت میں مسجدیں محض نماز کے لئے استعمال نہیں ہوتی تھیں بلکہ مسلمانوں کی تمام تر دینی وملی سرگرمیوں کا مرکز ہوا کرتی تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باضابطہ نشستیں مسجد میں ہوتی تھیں مختلف طرح کے سماجی، عائلی، سیاسی اور تمدنی معاملاتِ کے تصفیے ہوتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نگرانی میں ورزش کا اہتمام بھی ہوتا تھا آج بھی مسجد نبوی کے شمالی دروازے کے نزدیک 'مسجد سبق' موجود ہے جہاں بلندی پر آپ کھڑے ہوتے اور جب گھڑ سوار گھوڑے دوڑاتے ہوئے آتے تو خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فیصلہ فرماتے کہ کون سا گھڑ سوار پہلے نمبر پر ہے اور کون سا دوسرے نمبر پر ہے، شادیاں بڑی سادگی کے ساتھ مسجد میں ہی ہو جاتی تھیں، دور دراز علاقوں سے آنے والے وفود بھی مسجد ہی میں ٹھہرتے تھے، اصحاب صفہ کا ٹھکانا بھی مسجد کے ایک گوشے میں تھا، مال غنیمت اور فقراء و مساکین کے لیے چندے بھی مسجد میں ہی جمع ہوتے تھے، یہی حال عہد خلفاء راشدین میں رہا مسجدیں جس طرح نماز کے لیے عبادت خانہ تھیں اسی طرح ادبی سرگرمیوں کیلئے اسٹیج، مشاورتی امور کے لیے پارلیمنٹ ہاؤس تعلیم و تعلم کے لئے جامعہ بھی ہوا کرتی تھیں، وہ صحابہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حکومتوں میں کلیدی عہدوں پر فائز ہوئے انہوں نے جب شہروں کو بسایا تو مسجدوں کی مرکزیت کا پورا خیال رکھا اور دارالحکومت کے ساتھ مسجدیں بھی تعمیر کرائیں، تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب کسی علاقہ کو فتح کرتے تو فوری طور پر وہاں مسجد کی تعمیر بھی کرتے چنانچہ عہد فاروقی میں 3600 علاقے فتح ہوئے، 900 جامع مسجدیں اور 4000 عام مسجدیں تعمیر ہوئیں۔ اور تمام مسجدیں آبادی کے لئے مراکز کی حیثیت رکھتی تھیں جہاں سے اسلام کی ترویج واشاعت اور علاقے کی تعمیر کے سارے کام انجام دیے جاتے تھے، لیکن جستہ جستہ حالات بدلے، یہود ونصاری کی سازشوں کے نتیجے میں پیدا ہونے والی مذہبی منافرت کی وجہ سے مسلمانوں کا رشتہ مساجد سے کمزور ہوتا گیا اور معاملہ یہاں تک پہونچ گیا کہ مساجد میں پنج وقتہ نماز کی ادائیگی کے علاوہ کسی اور کام کی گنجائش نہ صرف ختم ہوگئی بلکہ بعض مساجد میں نماز کے علاوہ وقتوں میں گیٹ پر قفل لگا دیے گئے، اور بسا اوقات نظریاتی عصبیتوں کی وجہ سے مسجدیں جو معاشرے میں اتحاد امت کی وسیع ترین بنیادیں تھیں اختلافات کے مراکز میں تبدیل ہوتی گئیں، یہ بات سچ ہے وطن عزیز میں مسلم مخالف پروپگنڈے اور دستور مخالف سیاہ قوانین کے نتیجے میں پیدا ہونے والی پریشانیوں نے دلوں کو جوڑنے کا کام کیا لیکن ظاہر ہے کہ یہ شر سے خیر کے وجود میں آنے کا محدود پیرائے میں ایک وقتی پہلو ہے جس سے بہت زیادہ توقعات نہیں رکھی جاسکتی ہیں۔

اگر مسلمان اپنے سماجی حالت کو درست کرنا چاہتے ہیں اور بلاشبہ کرنا چاہتے ہیں تو بجز اس کے اور کوئی چارہ نہیں ہے کہ وہ مساجد کی مرکزیت کو بحال کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں، عہد رسالت اور عہد صحابہ کی مسجدوں کے طرز پر اپنی مسجدوں کو ڈھالیں اور بہتر نیتوں کے ساتھ سماج کی تعمیر کے لئے جو بھی کام کئے جاسکتے ہیں مسجد کے پلیٹ فارم سے کریں، غربا کی امداد، سماجی الجھنوں کا خاتمہ، اتحاد امت کی کوششیں، مکاتب کا انتظام اور تعلیم بالغاں کا اہتمام، جیسے متعدد امور ہیں جو مسجدوں کے پلیٹ فارمز سے انجام دیئے جاسکتے ہیں، جیسا کہ مغربی ممالک میں اسلامک سینٹرز سے انجام دئے جاتے ہیں البتہ یہ سارے کام اس وقت مناسب طریقے انجام دیے جاسکتے ہیں جبکہ مسجدوں کے ذمہ داران ملت کے خیر خواہ ہوں اور مسجدوں کے ائمہ ذی استعداد، متحرک اور ملت کے حق میں مخلص ہوں اس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ امام مسجد کے اجزائے ترکیبی کا سب سے اہم جزو ہوتا ہے، مسجد سے منسلک آبادی کے دینی مزاج پر سب سے زیادہ گہرا اثر امام کا ہی ہوتا، لہذا امام کا ذی استعداد اور ملت کے حق میں بے پناہ مخلص ہونا ضروری ہے، لیکن دقت یہ ہے کہ ذی استعداد افراد قلت تنخواہ کی وجہ سے دوسرے کاموں میں مشغول ہو جاتے ہیں اور عموماً مسجدوں اور مدرسوں میں وہ حضرات اُمامت وتدریس کے فرائض سرانجام دیتے ہیں جن کی صلاحیتیں درمیانی ہوتی ہیں یا کمزور ہوتی ہیں لہذا تنخواہوں کے مناسب اضافے پر معاشرے کو فوری طور پر غور کرنا چاہیے، تاکہ ائمہ کرام دلجمعی سے اپنے فرائض منصبی کو ادا کرسکیں۔

میرا خیال ہے کہ اگر مسجدوں کی مرکزیت بحال ہوگئیں، عہد رسالت اور عہد صحابہ میں موجود مسجدوں کے طرز پر پچاس مسجدیں بھی بھارت کی دھرتی پر قائم ہوگئیں تو نہ صرف دنیا مساجد کی افادیت کو اپنے آنکھوں سے دیکھے گی بلکہ سنت نبوی کے اجرا سے امت مسلمہ کی نشاتِ ثانیہ ہوگی، اور صدقہ جاریہ کے ایسے شاندار سلسلے کا آغاز ہوگا، جس سے ایک طرف پوری انسانیت کو فائدہ پہنچ سکے گا تو دوسری طرف مذہب اسلام کو ایک نظامِ رحمت کی عملی شہادت کے طور پر بھی پیش کرنا آسان ہو جائے گا، مساجد کی مرکزیت کو بحال کرنے کے لئے ہم سر دست کم از کم درج ذیل کام ضرور کریں:

(۱) مساجد کو دینی تعلیم کے مراکز بنائیں، بعض مقامات پر اس طرح کے نظام چل رہے ہیں، لیکن اسے ایک تحریک کی شکل میں عملی جامہ پہنانے کی ضرورت ہے، ابتدائی دینیات پڑھنے والے نونہالوں کو مسجد کے برآمدے پر پڑھائے جائیں، تاکہ مسجد کا تقدس برقرار رہے، البتہ تعلیم بالغاں کا انتظام مسجد کے اندرونی حصہ میں بھی کیا جاسکتا ہے۔

(۲) بہت سے آپسی جھگڑے مل جل کر حل کرنے سے حل ہو جاتے ہیں، اگر ان مسائل کو بیٹھ کر مسجدوں میں حل کئے جائیں تو مسجدوں کی روحانی اثرات سے بآسانی حل ہو جائیں گے، انشاء اللہ، لہذا ہم آپسی چھوٹے موٹے جھگڑے مسجد میں مل بیٹھ کر حل کریں۔

(۳) نکاح کی مجلسیں مسجدوں میں منعقد کریں، تاکہ نکاح کا تقدس قائم رہے اور نکاح کے موقع سے جو غیر ضروری اعمال سرزد ہوتے ہیں ان سے بڑی حد تک احتراز ہو سکے۔

تجرباتی طور پر اگر ان کاموں کو شروع کئے جائیں تو ان شاء اللہ سماج میں مثبت اثرات مرتب ہوں گے اور مسجدوں کی مرکزیت میں اضافہ ہوگا، لیکن ظاہر ہے کام مشکل ہے، اس کے لئے دینی فکر کے ساتھ پیہم جد جہد کرنی ہوگی، ملت کے مفاد کو اپنا مفاد سمجھنا ہوگا اگر مسلمان اپنی حقیقت کو سمجھ لیں اور سماج کے بااثر افراد کوششیں کریں تو یہ مشکلات آسانیوں میں تبدیل ہوسکتی ہیں، اس لئے کہ دنیا کا نظام امت مسلمہ کی وجہ سے چل رہا ہے۔ بقول اقبال

آشنا اپنی حقیقت سے ہو اے دہقاں ذرا
دانہ تو، کھیتی بھی تو، باراں بھی تو، حاصل بھی تُو

آہ، کس کی جُستجو آوارہ رکھتی ہے تجھے
راہ تُو، رہرو بھی تُو، رہبر بھی تُو، منزل بھی تُو

Scanned with CamScanner

دارالقضاء کی شرعی حیثیت

مفتی محمد عاشق صدیقی ندوی

دارالقضاء کا سسٹم ایک ایسا سسٹم ہے جو ہندوستان میں آزادی سے بھی پہلے بعض علاقوں میں چلتا آرہا ہے، قاضیوں کو حکومت کی طرف سے اجازت حاصل تھی، اب یہ کوئی نیا معاملہ نہیں ہے، ۱۸۸۰ء تک خود قاضی کو فیصلوں کا اختیار حاصل تھا اور وہ نافذ ہوتے تھے، لیکن بعد میں انگریز حکومت نے آہستہ آہستہ ختم کرنا شروع کردیا، جب ملک آزاد ہوا تو ہمارے بزرگوں نے شدت سے اس کی ضرورت محسوس کی، چنانچہ اسی عہد میں بہار میں یہ نظام باضابطہ قائم کیا گیا، لیکن ۱۹۹۲ء میں آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے اس کے قیام کی تحریک چلائی، بورڈ کا مقصد ہندوستانی آئین کے دائرے میں رہ کر مسلمانوں کو شرعی رہنمائی فراہم کرنا ہے، دارالقضاء ایک ایسا پلیٹ فارم ہے جہاں شریعت اسلامی کی روشنی میں پوری غیر جانبداری کے ساتھ فریقین کے درمیان صلح کرانے کی کوشش کی جاتی ہے ان میں سے زیادہ تر معاملات کہاسنی کے بعد طے پاجاتے ہیں اور بہترین طریقے پر حل نکل آتا ہے، جس کے ذریعہ ہر سال ہزاروں معاملات بآسانی آپس میں طے کرائے جاتے ہیں اور بنا کسی فضول خرچی اور غیر شرعی حرکتوں جیسے الزام تراشی، جھوٹ، دروغ گوئی مکروفریب، بہتان وغیرہ کی نوبت آئے طے ہوجاتے ہیں۔

دارالقضاء کا نظام کوئی متوازی عدالت یا کوئی پیلرل کورٹ نہیں ہے، ہندوستان میں عدالت کے مساوی کوئی نظام قائم کرنا یا چلانا ان کا مقصد نہیں ہے بلکہ یہ آربیٹریشن اور کونسلنگ کا نظام ہے، جو حکومت کا تعاون کرتا ہے، اسی لئے امارت شرعیہ بہار اور بورڈ کی طرف سے کوششیں جاری ہیں کہ ملک کے سبھی بڑے شہروں میں دارالقضاء قائم ہوں تاکہ عدلیہ پر روز بروز بڑھتے مقدمات کا بوجھ ہلکا کیا جاسکے، یہ بات بجا طور پر کہی جاسکتی ہے اگر کچھ لوگ دارالقضاء نہ آکر سرکاری عدالتوں کا رخ کرتے ہیں تو ان کے لئے عدالتوں کے دروازے کھلے ہوئے ہیں ہاں رجوع کرنے سے کون روکتا ہے، اور نہ دارالقضاء میں زبردستی کسی کو لایا جاتا ہے، بلکہ اگر کسی بھی فریق نے عدالت سے رجوع کرلیا ہے تو دارالقضاء سے انہیں ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ پہلے اپنا معاملہ سرکاری عدالت سے نمٹائیں ورنہ موجودہ صورت میں دارالقضاء سے ان کا کوئی تعاون نہیں کیا جائے گا جس کی بنا پر ٹکراؤ کی صورتحال بھی نہیں پیدا ہوتی ہے، اسی طرح دارالقضاء کا طریقہ کار یہ بھی ہے کہ دارالقضاء زور زبردستی سے اپنی بات فریقین پر نافذ نہیں کرتا، بلکہ اس کی بات کو تسلیم کرنے کے لئے فریقین خود آمادہ ہوجاتے ہیں، اس لئے کہ انہیں دارالقضاء میں زبردستی نہیں لایا گیا ہے بلکہ وہ خود ایمانی جذبہ اور اپنی مرضی سے اس سے رجوع کرتے ہیں اور انہیں یقین ہوتا ہے کہ شریعت کے مطابق آسانی سے انہیں حل مل جائے گا۔

دارالقضاء تو ثالثی اور مصالحت کے ذریعہ خاندانی زندگی سے متعلق پیدا ہونے والے جھگڑوں کو حل کرنے کا ایک ادارہ ہے جس میں اخلاقی طور پر فریقین کو صلح پر آمادہ کیا جاتا ہے، اسی افادیت کے پیش نظر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ اس نظام کو ان علاقوں تک پہنچانا چاہتا ہے، جہاں ابھی دارالقضاء قائم نہیں ہوئے ہیں، دارالقضاء کا نظام سے جہاں فریقین کو فائدہ ہوتا ہے اس میں بھی خاص کر خواتین کو بڑی راحت وسہولت ہوتی ہے وہ اپنے معاملات کے حل کے لئے بآسانی دارالقضاء سے رجوع کرسکتی ہیں اور شریعت اسلامیہ کی روشنی میں اپنے حق کا مطالبہ کرسکتی ہیں، بغیر کسی خرچ کے نہایت کم وقت میں کونسلنگ کے ذریعہ ان کے معاملات طے پاجاتے ہیں، اور ان کو ان کے حقوق دلائے جاتے ہیں، دارالقضاء اس بات کی بھی کوشش کرتا ہے کہ طلاق کے واقعات کم ہوں، جب شوہر وبیوی کے درمیان اختلاف بڑھتا ہے اور اندیشہ ہوتا ہے کہ شوہر طلاق دیدے گا تو دارالقضاء عورت کی تحریک پر اس کے شوہر کو سمجھاتا ہے اور مفاہمت کا راستہ نکالتا ہے۔

دارالقضاء کا دائرہ کار بھی محدود ہے وہ ہر قسم کے معاملات کو زیر بحث نہیں لاتا، بلکہ میاں بیوی میں کچھ جھگڑا ہوگیا اور دونوں سالہا سال سے الگ رہنے لگے تو ایسے میں دارالقضاء سے کونسلنگ سسٹم کے ذریعہ ان میں صلح کرادی جاتی ہے اسی طرح وہ عورتیں جن کے شوہر لاپتہ ہوگئے یا وہ عورتیں جن کے شوہر سمجھانے بجھانے کے باوجود اپنی عورتوں پر ظلم وزیادتی کرنے سے باز نہین آتے حتی کہ وہ عورتیں جو ان کے ظلم سہنے سے عاجز آجاتی ہیں یا وہ عورتیں جو اپنے شوہروں کی طرف سے کھانے خرچے تک سے محروم ہیں، جب کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی زندگی کو اس طرح سے لٹکا کر رکھنے سے منع فرمایا ہے (سورہ نساء) تو اس طرح کی مظلوم عورتیں دارالقضاء سے مدد لیتی ہیں، کیا ایسی عورتوں کو ان کے ظالم شوہروں سے کم وقت میں نجات دلانا ہندوستانی عدلیہ پر احسان اور اس کا تعاون نہیں ہے؟

حقیقت یہ ہے کہ ہمارے ملک میں بڑھتے ہوئے مقدمات کی تعداد اور ہر ایک کا عدالت سے رجوع کرنا مزید عدلیہ کے بوجھ کو روز بروز بڑھا رہا ہے، فاسٹ ٹریک عدالتوں کا قیام بھی ان مقدمات کی بڑھتی تعداد کو روکنے یا حل کرنے کے لئے ناکافی ہورہا ہے، عدلیہ کے بوجھ کو سمجھنے کے لئے درج ذیل اعداد وشمار کافی ہیں کہ جموں وکشمیر کے علاوہ دیگر ہندوستانی عدالتوں میں کل 31369568 (تین کروڑ تیرہ لاکھ انہتر ہزار پانچ سو ارسٹھ) مقدمات پینڈنگ تھے۔

سپریم کورٹ میں: 58519 (اٹھاون ہزار پانچ سو انیس) ہائی کورٹ میں: 4324742 (تینتالیس لاکھ چوبیس ہزار سات سو بیالیس) سب اورڈینیٹ کورٹ: 26986307 (دو کروڑ انہتر لاکھ چھیاسی ہزار تین سو سات) کل 31369568 (تین کروڑ تیرہ لاکھ انہتر ہزار پانچ سو ارسٹھ) جموں وکشمیر کے علاوہ۔

ان میں سے 7898351 (انہتر لاکھ اٹھانوے ہزار تین سو اکیاون) مقدمات ایسے ہیں جو پانچ سال سے زیادہ عرصے سے زیر التوا ہیں۔

ایک رپورٹ کے مطابق 2040ء (دو ہزار چالیس) تک زیر التوا مقدمات کی تعداد پندرہ کروڑ تک پہنچ جائے گی (بحوالہ: ٹائمس آف انڈیا ۱۷ر جنوری ۲۰۱۳ء) اس پر تبصرہ کرتے ہوئے آندھرا پردیش کے وی، وی راؤ کہتے ہیں کہ زیر التوا مقدمات کو حل کرنے میں ہندوستانی عدلیہ کو 320 (تقریباً تین سو بیس سال لگیں گے) (بحوالہ ٹائمس آف انڈیا ۶ر مارچ ۲۰۱۰)

ماہرین قانون کہہ رہے ہیں کہ اگر کوئی نیا مقدمہ نہ لایا جائے تو جو مقدمات ابھی عدالتوں میں چل رہے ہیں ان کے تصفیہ کے لئے تین سو بیس سال لگیں گے اور اس کے لئے ایک لاکھ بیس ہزار ججز کا جدید تقرر کرنا پڑے گا، حالانکہ صرف بیس ہزار ججز ہی ابھی موجود ہیں، جن میں سے پانچ ہزار کرسیاں خالی ہیں، مزید یہ کہ اس رپورٹ سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ہندوستان میں نظام قضاء کا وجود اور دارالقضاء کا قیام کورٹ کا کس قدر معاون اور اس کے کاموں میں ہاتھ بٹانے والا ادارہ ہے، یہ نظام عدالتوں پر مقدمات کا جو غیر معمولی بوجھ ہے، اس کو ہلکا کرنے کی کوشش کررہا ہے، اور اسی طرح سرکار کا مالی بوجھ کم کرنے میں معاون ادارہ ہے، اس لئے کہ بالعموم جو مقدمات سرکاری عدالتوں میں جاتے ہیں وہ اپنی قانونی ساخت کے لحاظ سے کئی مقدمات بنتے ہیں، ایک مقدمہ کم از کم ۴ جگہ فائل ہوتا ہے اور اسی اعتبار سے ان پر مالی صرفہ ہوتا ہے، اس کے برخلاف دارالقضاء میں فریقین کے سارے اختلاف کے لئے بالعموم ایک ہی مقدمہ درج کیا جاتا ہے اور اس پر مالی خرچ بھی نہ کے برابر آتا ہے، جب کہ سرکاری عدالتوں میں ایک مقدمہ پر اوسطا دس لاکھ روپیے سالانہ صرف ہوتا ہے، اندازہ کیجئے کہ جو مقدمات سرکاری عدالتوں میں نہ جاکر دارالقضاء کے ذریعہ حل ہوتے ہیں وہ سرکاری عدالت کے ایک کروڑ کے مالی بوجھ کو اس نے کم کردیا، اس پس منظر میں یہ ادارہ ملک کے لئے کس قدر نافع اور عدلیہ کے لئے کتنا مفید اور معاون ہے!!

اسی پس منظر میں وِشولوچن بنام حکومت ہند مقدمہ میں سپریم کورٹ نے ۷ر جولائی ۲۰۱۴ء کو اپنا فیصلہ سناتے ہوئے دارالقضاء کے خلاف دائر کی گئی درخواست کو خارج کردیا، اگرچہ دارالقضاء کو کوئی قانونی حیثیت نہیں دی البتہ دارالقضاء کے نظام کو قانون کے مطابق قرار دیا، اور اس کو عدالتوں کے مساوی یا اس میں خلل انداز ہونے والا ادارہ تسلیم نہیں کیا، جس سے وہ تمام تر الزامات بے بنیاد ثابت ہوجاتے ہیں جنہیں عوام کے سامنے لاکر گمراہ کرنے کی ناکام کوششیں کی جارہی تھی۔

اگر ملک کے اکثر علاقوں میں دارالقضاء قائم ہوجائیں اور کم از کم مسلمانوں کے دیوانی معاملات ان کے سپرد ہوجائیں تو ملک کی عدلیہ کا بڑا تعاون ہوگا، ملکی آئین میں دارالقضاء کے لئے گنجائش موجود ہے جیسا کہ دستور ہند کی دفعات، ۱۹، ۲۱، ۲۵، ۲۶ کے تحت تمام شہریوں کو اپنے ادارے قائم کرنے، اپنے مذہب کی پیروی کرنے اس کی تبلیغ کرنے اور اپنے مذہبی معاملات پر عمل کرنے کا حق حاصل ہے اس کی رو سے بھی یہ نظام کسی بھی طرح غیر قانونی یا ملک کی سالمیت کے لئے خطرہ نہیں۔

اس قسم کے حالات میں جب کہ دارالقضاء کی افادیت جگ ظاہر ہے اور بالخصوص مسلمانوں کے لئے ان کے آپسی اختلافات ونزاعات میں اس سے بہتر کوئی نظام نہیں تو ہم مسلمانوں سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ دارالقضاء کے نظام کو اپنے اپنے علاقوں میں مضبوط کریں اور اپنے مسائل کو اس ادارہ کے ذریعہ حل کرائیں، جس کے ذریعہ یقیناً شریعت کے حکم سے انہیں واقفیت بھی ہوگی اور کم خرچ وکم وقت میں انصاف کی راہ ان کے لئے آسان ہوگی۔

دارالقضاء سے رجوع کرنے کی صورت میں جھوٹ اور دھوکہ کے امکانات کم ہوجاتے ہیں، اس لئے کہ جب مومن کو قرآن وحدیث کی روشنی میں سمجھایا جاتا ہے تو وہ حق بات کہنے اور حق تسلیم کرنے کا حوصلہ اپنے اندر پاتا ہے جس کا نتیجہ ہوتا ہے کہ بڑے بڑے اختلافات کافور ہوجاتے ہیں اور دونوں خاندانوں میں پیدا ہوئی دوریاں کم ہوتی چلی جاتی ہیں، یہ خیر ہے اس نظام کی جس کو اسلام برپا کرنا چاہتا ہے تاکہ انسانیت کے لئے انصاف کی راہ آسان ہو۔

یہ عذر امتحان درد دل کیسا نکل آیا
میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

اعلان داخلہ

مولانا منت اللہ رحمانی ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ (MMRM ITI)

ایف سی آئی روڈ، پھلواری شریف، پٹنہ

کے درج ذیل ٹریڈس میں خواہش مند میٹرک پاس طلبہ داخلہ لے سکتے ہیں:

۱۔ڈرافٹ مین سول ۲۔فیٹر ۳۔الیکٹرانکس میکانک ۴۔پلمبر

ذیل میں دیئے گئے نمبرات پر مزید تفصیلات معلوم کرسکتے ہیں۔

رابطہ نمبر: 9304741811,8825126782,9065940134

سہیل احمد ندوی

سکریٹری

Scanned with CamScanner

محمد عادل فریدی

اخبارِ جہاں

گیتا گوپی ناتھ آئی ایم ایف کی پہلی ہندنژاد ڈپٹی مینیجنگ ڈائریکٹر

ہندوستانی نژاد ماہر اقتصادیات گیتا گوپی ناتھ کو بین الاقوامی مالیاتی فنڈ (آئی ایم ایف) کا ڈپٹی مینیجنگ ڈائریکٹر مقرر کیا گیا ہے۔محترمہ گوپی ناتھ اگلے سال یہ نئی ذمہ داری سنبھالیں گی۔وہ تین سال تک اس عالمی ادارے کی چیف اکنومسٹ ماہر اقتصادیات رہی ہیں۔واضح ہو کہ محترمہ گیتا گوپی ناتھ آئی ایم ایف کی پہلی ہندنژاد ڈپٹی مینجنگ ڈائرکٹر ہیں۔(یواین آئی)

بائیڈن نے سخت سفری قوانین کا اعلان کیا

امریکی صدر جو بائیڈن نے ملک میں کووڈ-19 کی نئے ویریئنٹ اومیکرون کے کیسز کے پیش نظر سخت سفری قوانین کا اعلان کیا ہے۔رپورٹس کے مطابق مسٹر بائیڈن نے جمعرات کو اعلان کیا کہ وہ شٹ ڈاؤن یا لاک ڈاؤن کا ارادہ نہیں رکھتے۔ نئے قوانین کے تحت تمام بین الاقوامی مسافروں کا امریکہ روانگی سے 24 گھنٹے قبل کورونا کا ٹیسٹ کرانا ہوگا، چاہے وہ ویکسین لگوا چکے ہوں۔مارچ تک جہازوں، ٹرینوں اور بسوں میں ماسک پہننا لازمی ہوگا۔اطلاعات کے مطابق کیلیفورنیا، کولوراڈو، مینیسوٹا، نیویارک اور ہوائی میں اومیکرون کے نئے کیس سامنے آئے ہیں تاہم ان افراد میں وائرس کی ہلکی علامات ظاہر ہوئی ہیں۔وائرس کی یہ نئی قسم 30 ممالک میں سامنے آئی ہے۔(یواین آئی، بی بی سی لندن)

عالمی بینک بورڈ نے افغانستان کی منجمد رقم جاری کرنے کی حمایت کی

عالمی بینک کے بورڈ نے منجمد ٹرسٹ فنڈ میں سے افغانستان کے لیے 280 ملین ڈالر کی امدادی رقم جاری کرنے کی حمایت کردی ہے۔خیال رہے کہ افغانستان میں انسانی بحران سے نمٹنے کے لیے عالمی بینک نے یہ رقم دو امدادی اداروں کو جاری کرنے کی حمایت کی ہے۔ذرائع کے مطابق اقوام متحدہ کے عالمی فوڈ پروگرام اور چلڈرن فنڈ (یونیسف) کو منجمد فنڈز سے 280 ملین ڈالر کی رقم جاری کی جائے گی تاہم اس کے لیے عالمی بینک کے افغانستان کی تعمیر نو کے لیے ٹرسٹ فنڈ (اے آر ٹی ایف) سے منسلک 31 ڈونرز کی جانب سے منظوری کی ضرورت ہے۔(یواین آئی)

وائرس سرحدیں نہیں دیکھتا: انٹونیو گوٹریس

اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل انٹونیو گوٹریس نے جنوبی افریقہ اور اس کے ہمسایہ ممالک پر سفری پابندیوں کی شدید مذمت کی ہے۔انٹونیو گوٹریس نے کہا کہ اومیکرون کے باعث خاص ممالک پر سفری پابندیاں غیر منصفانہ ہیں، ان کا کہنا تھا کہ وائرس سرحدیں نہیں دیکھتا، سفری پابندیاں غیر مؤثر ثابت ہوں گی۔سفری پابندیوں کی بجائے مسافروں کی کورونا ٹیسٹنگ کو یقینی بنایا جانا چاہیے۔(یواین آئی)

خواتین کو جائیداد میں حصہ دیں اور زبردستی شادی نہ کرائیں: طالبان

طالبان حکومت نے خواتین کے حقوق کے حوالے سے حکم نامہ جاری کیا ہے، جس میں ہدایت کی گئی ہے کہ خواتین کو جائیداد میں حصہ دیا جائے اور شادی بھی اُن کی مرضی سے کرائیں۔عالمی خبر رساں ادارے کے مطابق امارت اسلامیہ افغانستان کی جانب سے ایک حکم نامے میں شہریوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ لڑکیوں کی شادی کے لیے اُن کی رضامندی حاصل کرنا چاہیئے۔حکم نامے کی خلاف ورزی کرنے والوں کو سزائیں دی جائیں گی۔ترجمان طالبان ذبیح اللہ مجاہد کی جانب سے جاری حکم نامے میں کہا گیا ہے کہ عورت کوئی جائیداد نہیں بلکہ ایک عظیم اور آزاد مخلوق ہے جسے کوئی بھی امن کے بدلے یا دشمنی ختم کرنے کے لیے دوسرے فریق کے حوالے نہیں کرسکتا ہے۔خواتین کو جائیداد میں حصہ اور شادی کے حوالے سے حکم نامے میں مزید کہا گیا ہے کہ خواتین کو زبردستی شادی پر مجبور نہیں کیا جانا چاہیے اور بیواؤں کو ان کے مرحوم شوہر کی جائیداد میں حصہ ملنا چاہیے۔(نیوز ایکسپریس)

لیبیا کی عدالت نے قذافی کے بیٹے کو صدارتی انتخاب لڑنے کی اجازت دی

لیبیا کی عدالت نے سابق حکمران معمر قذافی کے بیٹے سیف الاسلام قذافی کو اگلے ماہ صدارتی انتخابات میں حصہ لینے کے لیے اہل قرار دے دیا ہے۔خیال رہے کہ سیف الاسلام قذافی نے گزشتہ ماہ انتخابی کمیشن کی جانب سے درخواست مسترد کیے جانے کے خلاف عدالت میں پہلے ہی دن اپیل دائر کردی تھی۔کمیشن نے انتخابی قوانین کے حوالے سے کہا تھا کہ انتخابات لڑنے کے لیے ضروری ہے کہ امیدوار کسی توہین کے جرم میں سزا یافتہ نہ ہوں اور ان کا پچھلا ریکارڈ جرائم پر مبنی نہ ہو۔(نیوز ایکسپریس)

تنزانیہ میں کچھوے کا زہریلا گوشت کھانے سے سات افراد ہلاک

افریقی ملک تنزانیہ میں ایک بچے سمیت سات افراد کچھوے کا زہریلا گوشت کھانے سے ہلاک ہوگئے ہیں جبکہ کچھ افراد اب بھی ہسپتال میں داخل ہیں۔تنزانیہ کے جزائر اور ساحلی علاقوں میں کچھوے کے گوشت کو پسند کیا جاتا ہے لیکن اب حکام نے کچھوے کا گوشت کھانے پر پابندی عائد کردی ہے، عام طور پر کچھوے کا گوشت محفوظ تصور کیا جاتا ہے لیکن بہت کم مواقع پر کچھوے کے گوشت میں پائے جانے والے شیلا ٹوکسنز کی وجہ سے گوشت زہریلا ہو جاتا ہے۔ٹرٹل فاؤنڈیشن کے مطابق کچھوے کا گوشت کھانے کے بعد ہونے والی اموات کی صحیح وجہ تو ابھی تک معلوم نہیں ہے لیکن اس کا تعلق پانی میں پائے جانے والی کائی سے ہوسکتا ہے جو کچھوؤں کی خوراک ہے۔اس طرح کے واقعات انڈونیشیا، مائیکرونیزیا اور انڈین جزائر پر ہوتے رہے ہیں، رواں برس مارچ میں مڈغاسکر میں بھی انیس لوگ کچھوے کا زہریلا گوشت کھانے سے ہلاک ہوگئے تھے۔(بی بی سی لندن)

کنور دانش نے جامعہ میں میڈیکل کالج کھولنے کا مطالبہ کیا

بہوجن سماج پارٹی (بی ایس پی) کے رہنما کنور دانش علی نے جامعہ ملیہ اسلامیہ میں میڈیکل کالج کھولنے کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ اس سے جنوب مشرقی دہلی کے ساتھ ساتھ مغربی اترپردیش کے عوام کو بھی فائدہ ہوگا۔امروہہ سے رکن پارلیمنٹ کنور دانش علی نے ضابطہ 193 کے تحت کووڈ-19 کی صورتحال پر بحث میں حصہ لیتے ہوئے کہا کہ جنوب مشرقی دہلی میں ایک بھی سرکاری اسپتال نہیں ہے اور یہ علاقہ مغربی اترپردیش سے ملحق ہے۔انہوں نے کہا کہ جامعہ میں میڈیکل کالج کا مطالبہ بہت پرانا ہے اور اگر اسے پورا کیا جاتا ہے تو جنوب مشرقی دہلی کے ساتھ ساتھ مغربی اترپردیش کے عوام کو فائدہ ہوگا۔(یواین آئی)

کورونا پروٹوکول کے باعث عازمین حج کے امبارکیشن پوائنٹس کم کئے گئے: نقوی

اقلیتی امور کے مرکزی وزیر مختار عباس نقوی نے جمعرات کو لوک سبھا میں کہا کہ کورونا وبا کے پروٹوکول کی وجہ سے عازمین حج کے لیے امبارکیشن پوائنٹس کی تعداد اکیس سے کم کرکے دس کردی گئی ہے۔انہوں نے کہا کہ کورونا سے متعلق پروٹوکول کی وجہ سے امبارکیشن پوائنٹس کو کم کیا گیا ہے۔(یواین آئی)

اگلے حکم تک بند رہیں گے دہلی کے اسکول، ۱۵ ردسمبر سے کھلیں گے بمبئی کے اسکول

دہلی حکومت نے جمعہ سے تمام اسکول بند رکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔اس سلسلے میں دہلی کے وزیر ماحولیات گوپال رائے نے کہا کہ حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ دہلی کے تمام اسکول ۳ ردسمبر سے بند کردیے جائیں گے۔واضح ہو کہ ملک کی راجدھانی دہلی میں مسلسل آلودگی کے بڑھنے اور ہوا کے بگڑتے معیار پر سپریم کورٹ نے سخت موقف اختیار دہلی حکومت کو پھٹکار لگائی ہے، سی جے آئی این وی رمن نے دہلی حکومت کی سرزنش کی کہ آپ نے اسکول بند نہیں کیے، چھوٹے بچے اسکول جارہے ہیں، آپ سرکاری ملازمین کو گھر سے کام کرنے پر مجبور کر رہے ہیں اور بچوں کو اسکول بھیجا جارہا ہے۔خیال رہے کہ دیوالی کے بعد سے دہلی میں فضائی آلودگی انتہائی سنگین زمرے میں ہے۔اس کی وجہ سے دیوالی کے بعد دہلی حکومت نے اسکولوں میں فزیکل کلاسز بند کردی تھیں، لیکن 29 نومبر سے اسکول دوبارہ کھل گئے اور آف لائن کلاسز شروع ہوگئیں۔یہی نہیں اس دوران کئی اسکولوں میں امتحانات ہو رہے تھے۔اب 3 دسمبر سے اسکول دوبارہ بند ہوں گے تو آف لائن کلاسز بھی نہیں ہوں گی۔ دوسری طرف کورونا وائرس کے نئے ویرینٹ اومیکرون کے خطرے کے پیش نظر بی ایم سی (Brihanmumbai Municipal Corporation) نے شہر میں یکم دسمبر کے بجائے 15 دسمبر سے اسکول کھولنے کا فیصلہ کیا ہے۔نامہ نگاروں سے بات کرتے ہوئے، بی ایم سی ایجوکیشن آفیسر راجو تڈوی نے کہا: ''کووڈ-19 کی اومیکرون ویریئنٹ نے ہمارے لیے ایک نیا خطرہ پیدا کردیا ہے۔ہمیں حفاظت کو یقینی بنانے اور احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کے لیے کچھ وقت درکار ہے۔اسی لیے ہم نے 15 دسمبر سے اسکولوں کو دوبارہ کھولنے اور جسمانی حاضری کا فیصلہ کیا ہے۔'' (نیوز-۱۸)

بھارتی محکمہ ڈاک کی بہار سرکل میں ویکنسی؛ درخواستیں مطلوب

بھارتی محکمہ ڈاک (Indian Postal Department) نے بہار سرکل میں پوسٹل اسسٹنٹ اور پوسٹ مین سمیت کئی خالی عہدوں پر بھرتی کے لیے اشتہار دیا ہے۔یہ ویکنسی بارہویں پاس نوجوانوں کے لیے نکالی گئی ہے۔بحالی سے متعلق نوٹیفکیشن کے مطابق کل ساٹھ آسامیوں پر بحالیاں کی جائیں گی۔ان آسامیوں کے لیے درخواست دینے کا عمل شروع ہوگیا ہے۔جو ۳۱ ردسمبر ۲۰۲۱ء تک چلے گا۔دلچسپی رکھنے والے امیدوار وقت پر آن لائن کے ذریعے اپنا درخواست فارم جمع کرائیں۔تفصیلات کے لیے محکمہ ڈاک کی آفیشل ویب سائٹ indiapost.gov.in پر جائیں۔(ایجنسی)

بہار میں پرائیویٹ یونیورسٹی ترمیمی بل پاس، پرائیویٹ کالج کھولنا ہوا آسان

بہار پرائیویٹ یونیورسٹیز (ترمیمی) بل 2021 منگل کو بہار قانون ساز اسمبلی میں منظور کرلیا گیا ہے۔بل میں ریاست میں نئے نجی اداروں کے لیے بنیادی ڈھانچے کی ضرورت کو پورا کرنے کے اصول وضوابط میں نرمی کی تجویز ہے۔اس بل کو اسمبلی میں پیش کرتے ہوئے بہار کے وزیر تعلیم وجے چودھری نے کہا کہ اس کا مقصد ریاست میں پرائیویٹ یونیورسٹیوں کے کام کو جلد سے جلد شروع کرنا ہے۔ بہار پرائیویٹ یونیورسٹیز (ترمیمی) بل 2021 کی منظوری کے بعد پرائیویٹ یونیورسٹیوں کو عارضی جگہوں سے کام کرنے کی اجازت ہوگی، بشرطیکہ وہ دیگر تمام شرائط کو پورا کریں۔بل کے مطابق اگر وہ دو سال کی مقررہ مدت میں عمارت تیار نہیں کرپاتے ہیں تو انہیں اسے مکمل کرنے کے لیے مزید دو سال ملیں گے۔وزیر تعلیم وجے چودھری نے کہا کہ ریاست میں نجی یونیورسٹیوں کے قیام کے لیے کئی درخواستیں موصول ہوئی ہیں، اب اسمبلی نے ترمیمی بل منظور کرلیا ہے، اس لیے ان درخواستوں کی جانچ پڑتال کا عمل بھی بہت جلد شروع ہوجائے گا۔خیال رہے کہ اس وقت بہار میں کوئی پرائیویٹ یونیورسٹی نہیں ہے، جبکہ بہت ساری اوپن زرعی اور تکنیکی یونیورسٹیاں ریاستی حکومت کے تحت چلتی ہیں۔اس بل کے علاوہ بہار قانون ساز اسمبلی نے منگل کو بہار ٹیکنیکل سروس کمیشن (ترمیمی) بل 2021 کو بھی منظور کرلیا ہے۔ بہار ٹیکنیکل سروس کمیشن ریاستی حکومت کے مختلف محکموں میں ڈاکٹروں، انجینئروں اور جانوروں کے ڈاکٹروں کی بحالی کرتا ہے۔ترمیمی بل میں اس کمیشن کے انتظامی کام کاج میں کچھ تبدیلیاں کرنے کی تجویز دی گئی ہے۔ وزیر تعلیم نے کہا، ''ترمیم شدہ بل کی منظوری کے بعد ڈاکٹروں، انجینئروں اور جانوروں کے ڈاکٹروں کی تقرری زیادہ آسان اور تیز تر ہوجائے گی۔(ایجنسی)

Scanned with CamScanner

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

اپنی تعلیمی حالت بہتر بنانے کے لیے ہمیں جدوجہد کرنی ہوگی: حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی

جامعہ رحمانی کے عظیم الشان اجلاس میں ۸۷/ طلبہ کے سروں پر دستار فضیلت

مشہور ومعروف دینی، تعلیمی ادارہ جامعہ رحمانی مونگیر کا عظیم الشان اجلاس دستار بندی بحسن وخوبی اختتام پذیر ہوگیا، اس موقعہ پر۴۲/جامعہ رحمانی کے تربیت یافتہ علماء اور ۴۵/حفاظ کے سروں پر علماء کرام اور مشائخ عظام کے ہاتھوں دستار بندی کی گئی، جس میں ایک ایسا حافظ بھی تھا، جس نے صرف ۵/مہینے سات دنوں میں قرآن مجید حفظ مکمل کرلیا، یہ طالب علم عربی درجات کے سال ہفتم کا طالب علم تھا، لاک ڈاؤن میں خانقاہ رحمانی میں ان چند طالب علموں کے ساتھ مقیم تھا، جو یہاں رہ کر اپنی تعلیم وتربیت مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی رحمۃ اللہ علیہ کی نگرانی میں جاری رکھے ہوا تھا، عربی تعلیم کے ساتھ اس نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی ہدایت پر حفظ قرآن مجید شروع کیا، اور صرف پانچ مہینے سات دنوں میں مکمل کرلیا، یہ اللہ کا جامعہ رحمانی پر بڑا فضل تھا کہ اس نے موقعہ کا صحیح فائدہ اٹھایا اور یہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی دور بین نگاہ تھی، جس نے اس طالب علم کو اس عظیم کام کے لیے منتخب کیا۔اس موقعہ پر فارغ ہونے والے طلبہ خصوصاً علماء سے خطاب کرتے ہوئے امیر شریعت ثامن حضرت مولانا احمد ولی فیصل صاحب رحمانی نے کہا کہ آپ کے سامنے اب تین قسم کے چیلنجز ہیں، آپ کو ان کا خوش اسلوبی سے مقابلہ کرنا ہوگا، پہلا چیلنج اپنے نفس کا ہے، اس پر قابو رکھئے، وہ ٹھیک رہے گا، تو سب ٹھیک رہے گا، آپ کو ہمیشہ اپنی نقل وحرکت پر نگاہ رکھتے ہوئے پورے اخلاص کے ساتھ کاموں کو آگے بڑھانا ہوگا، دوسرا چیلنج گھر اور خاندان کا ہے، ہمارے گھر اور خاندان میں کسی نہ کسی درجہ میں اسلام کی بو باس ہے، ہم کو اور آپ کو اس کو اور تھوڑا بہتر کرنا ہوگا، تیسرا چیلنج سماج اور معاشرہ کا ہے، ۸۵/فیصد آبادی دین سے نا آشنا ہے، ان وطنی بھائیوں تک دین کے آفاقی پیغام کو لے کر پہونچنا ہم سبھوں کی ذمہ داری ہے، ورنہ کل قیامت میں باز پرس ہوگی، انہوں نے فرزندان توحید کے سیلاب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ تعلیم میں ماضی میں ہماری پوزیشن بہت اچھی تھی، بہت سی چیزوں کی ایجاد ہمارے ہاتھوں ہوئی، جس کی وجہ سے آج دنیا کا کاروبار چل رہا ہے، اگر ایسی بیش بہا ایجادات ہمارے ہاتھوں نہ ہوتیں، تو آج کی ترقی یافتہ دنیا بہت سی اہم چیزوں سے محروم رہتی، مگر افسوس کہ اسی امت کا فیصد آج تعلیم کے محاذ پر دو چار فیصد پہونچ گیا ہے، جو کبھی تعلیم میں ثریا کی بلندی پر پہونچی ہوئی تھی، اپنی تعلیمی حالت کو بدلنے کے لیے ہمیں جدوجہد کرنی ہوگی، اور تعلیم کے میدان میں کھوئے وقار کو واپس لانا ہوگا، حضرت امیر شریعت نے جامعہ رحمانی کی تعلیمی پیش رفت کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ صحافت کا کورس ابھی جامعہ رحمانی میں کرایا جارہا ہے، اور آنیوالے سال سے افتاء کی تعلیم بھی دی جائے گی۔

اس سے پہلے بورڈ کے سکریٹری اور امیر شریعت سابع کے خلیفہ ومجاز حضرت مولانا عمرین محفوظ رحمانی نے کہا کہ خدا کا فضل ہے، کہ جامعہ رحمانی اور خانقاہ رحمانی موجودہ سجادہ نشیں کی سربراہی میں اسی شان بان اور آن کے ساتھ چل رہے ہیں، جس طرح امیر شریعت سابع کے دور میں چل رہے تھے، افسوس کہ امیر شریعت سابع کی شکل میں اپنا ایسا قائد کھودیا، جس کی کمی ہر محاذ پر محسوس کی جارہی ہے، نائب امیر شریعت حضرت محمد مولانا شمشاد قاسمی رحمانی نے کہا کہ امیر شریعت سابع کی ملت پر جو احسانات ہیں، انہیں بھلایا نہیں جاسکتا، موجودہ امیر شریعت بھی اسی طرز پر کام کررہے ہیں، اور ان کے چھوڑے ہوئے کاموں کو بڑھا رہے ہیں، بہت کم وقت میں انہوں نے بڑا کام کیا ہے، قاضی شریعت امارت شرعیہ حضرت مولانا مفتی محمد انظار عالم قاسمی نے کہا کہ خانقاہ رحمانی اور یہاں کے بزرگوں نے جس طرح ملت کی خدمت کی ہے، اور ہر نازک موڑ پر انہیں حوصلہ دیا ہے، وہ تاریخ کا روشن باب ہے، حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی کی نگرانی میں بھی کام بڑے سلیقہ سے ہورہا ہے، اور تیزی کے ساتھ ہورہا ہے، نائب ناظم امارت شرعیہ جناب مولانا مفتی سہراب ندوی نے کہا کہ تعلیمی اور تعمیری دونوں جہت سے جامعہ رحمانی نے ترقی کی ہے، آج ہی دیکھئے ایک اور عمارت ولی کدہ کی بنیاد رکھی گئی، شیخ الحدیث جامعہ رحمانی حضرت مولانا مفتی محمد اظہر صاحب مظاہری نے کہا کہ علماء اور طلبہ سے محبت ضروری امر ہے، اگر کسی قوم میں یہ نہیں ہے، تو اس قوم کا وجود خطرے میں ہے۔اس موقعہ پر سات کتابوں ۱-تلخیص سراجی، مفتی اظہر صاحب مظاہری، ۲-نقوش ولی، مفتی محمد زید مظاہری، ۳-جامعہ رحمانی کی علمی ودینی خدمات مطالعہ وجائزہ، مولانا محمد عاکف عالم رحمانی، ۴-قرآنی قاعدہ، مولانا محمد ایوب رحمانی، ۵-مروجہ سودی نظام اور العلامہ مناظر احسن گیلانی حیاتہ وآثرہ مفتی جنید احمد قاسمی اور جانشیں مفکر اسلام مولانا عبدالعلیم رحمانی کا حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی اور حضرت مولانا عمرین محفوظ رحمانی کے ذریعہ اجراء کیا گیا۔اجلاس کی نظامت مولانا رضاء الرحمان رحمانی اور مولانا محمد خالد رحمانی نے مشترکہ طور پر کی، جب کہ اجلاس کا آغاز قاری نظام الدین صاحب رحمانی کی تلاوت اور مولانا منظر قاسمی کی نعت سے ہوا، حضرت کی دعاء پر اجلاس کا پروقار خاتمہ ہوا۔اس موقعہ پر ترانہ جامعہ بھی پیش کیا گیا۔

جھارکھنڈ کے ضلع کوڈرما میں وفد امارت شرعیہ کا دورہ کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر

امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے امیر شریعت حضرت مولانا سید احمد ولی فیصل رحمانی صاحب دامت برکاتہم کی ہدایت کے مطابق امارت شرعیہ کا ایک اعلیٰ سطحی وفد جھارکھنڈ کے ضلع کوڈرما کے مختلف مقامات ومواضعات کے تنظیمی، تعلیمی اور اصلاحی دورے پر رہا، وفد کی قیادت امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کے نائب ناظم، امارت شرعیہ کا ترجمان ہفتہ وار جریدہ نقیب کے ایڈیٹر اور ملک کے نامور صاحب تصنیف عالم دین حضرت مولانا ومفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی صاحب دامت برکاتہم نے کی، جب کہ اس وفد میں دارالقضاء امارت شرعیہ رانچی کے قاضی شریعت مفتی محمد انور قاسمی، امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ کے معاون ناظم مولانا قمر انیس قاسمی، دارالقضاء امارت شرعیہ کوڈرما کے قاضی شریعت مفتی محمد نسیم قاسمی، مکتبہ امارت شرعیہ کے منیجر مولوی ممتاز احمد اور مبلغ امارت شرعیہ مولانا عبدالجبار حسامی شامل رہے، وفد کا یہ دورہ 29 نومبر روز سموار سے 3 دسمبر تک شمسی ہریا، بارہ ٹانڑ، سمراتری، جلوہ آباد اور کریاواں، جامع مسجد لچھنڈیہہ، نادکری، جامع مسجد پہرا، وغیرہ کا دورہ کیا، ہر جگہ منعقد اجلاس عام میں اہل علاقہ نے بڑی تعداد میں دلچسپی کے ساتھ شریک ہوکر وفد میں شریک علمائے کرام کے خطابات اور وقت وحالات کے مطابق امارت شرعیہ کے پیغامات سے مستفید ہوئے، قائد وفد نے لوگوں کو متحد رہنے اور صبر وتحمل کی تلقین کرتے ہوئے کہا کہ اتحادی قوت کے بغیر باعزت زندگی کا تصور نہیں کیا جاسکتا انہوں نے کہا کہ صبر وتحمل وہ وصف ہے جس سے انسان کے وقار میں اضافہ ہوتا ہے ساتھ ہی معاشرہ کو متحد رکھنے لئے لازمی چیز ہے نیز انہوں نے کہا کہ معاشرہ اور سماج کو اختلاف وانتشار سے محفوظ رکھنے کے لئے ذمہ داران کو اپنا بھرپور کردار ادا کرتے رہنا چاہئے، مفتی محمد انور قاسمی نے اپنے خطاب میں ایمانی اوصاف سے متصف ہونے اور صالح معاشرہ کی تشکیل کی دعوت دیتے ہوئے سچائی، عہد وفائی، امانت ودیانت اور موجودہ ارتدادی ماحول میں نئی نسل کی مضبوط اسلامی تربیت پر زور دیتے ہوئے مختلف اسلامی وملکی حالات کے تناظر میں مذکورہ امور کی اہمیت کو اجاگر کیا ، مولانا قمر انیس قاسمی نے اسلامی عظمت ووقار کی زندگی کے لئے امیر شرعی اور امارت شرعیہ کی ضرورت واہمیت نیز امیر شریعت کی اطاعت و ماتحتی کے شرعی تقاضہ ومطالبہ کو پر تاثیر انداز میں پیش کیا ساتھ ہی امارت شرعیہ کی سوسالہ تاریخ وخدمات اور موجودہ تعلیمی، تعمیری، اور تنظیمی سرگرمیوں کا تفصیلی خاکہ پیش کیا اور کہا کہ امارت شرعیہ شرعی مطالبہ کی تکمیل ہے جو سو سالوں سے اپنی بیش بہا خدمات انجام دے رہی ہے، مفتی محمد نسیم قاسمی نے اصلاح قلوب اور معاشرہ کو تعلیم یافتہ بنانے میں زور دیتے ہوئے کہا کہ تعلیم کے بغیر گناہوں سے پاک صالح معاشرہ کی تشکیل ممکن نہیں ہے، مولوی ممتاز احمد اور مولانا عبدالجبار حسامی نے اجلاسوں کی نظامت کے فرائض فرائض انجام دیتے رہے، ساتھ ہی اجلاسوں کی ترتیب وتنظیم میں اہم کردار ادا کرتے رہے۔

اپنے خون جگر سے امارت شرعیہ کی جڑوں کو مضبوط کیجیے: مولانا احمد ولی فیصل رحمانی

نوادہ میں استقبالیہ اجلاس اور تعلیمی بیداری کانفرنس سے امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا خطاب

امارت شرعیہ ہم سب کے ایمان ویقین کا حصہ ہے، اور جس طرح ہمارے لیے اپنے ایمان وعقیدے کی حفاظت ضروری ہے اور اس کے لیے اپنی جان ومال اور توانائی کو خرچ کرنا لازمی ہے، اسی طرح امارت شرعیہ کو محفوظ ومستحکم رکھنا بھی ہمارا دینی، ایمانی اور اخلاقی فریضہ ہے۔اس لیے اگر ہم چاہتے ہیں کہ اپنی شناخت اور وقار کے ساتھ شریعت اسلامی کے نفاذ کو اس ملک میں برقرار رکھیں تو اس کے لئے ہمیں اپنے خون جگر سے امارت شرعیہ کی جڑوں کو مضبوط کرنا ہوگا۔ یہ باتیں امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب نے نوادہ میں منعقد استقبالیہ اجلاس اور تعلیمی بیداری کانفرنس میں ایک بڑے مجمع سے خطاب کرتے ہوئے کہیں۔آپ نے کہا کہ ایمان کی حفاظت کے بعد ہمارا سب سے مستحکم فریضہ تعلیم کا فروغ ہے، اس لیے کہ تعلیم ہی وہ وسیلہ ہے جس کے ذریعہ کوئی قوم ترقی کے معراج پر پہونچتی ہے۔مسلمانوں کو تعلیم کے میدان میں آگے بڑھنا اس لیے بھی ضروری ہے کہ مسلمانوں کو دیے گئے الٰہی احکامات میں سے سب سے اولین حکم پڑھنے اور علم کے حاصل کرنے کا ہی ہے، کیوں کہ علم ہی کے ذریعہ انسان کو خالق کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔امارت شرعیہ کے قائم مقام ناظم جناب مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے تفصیل کے ساتھ امارت شرعیہ کے ذریعہ چلائے جارہے تعلیمی پروگراموں کا تذکرہ کیا اور کہا کہ امیر شریعت سابع حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب نے امارت شرعیہ کے پلیٹ فارم سے مذہبی اور عصری تعلیم کے فروغ کے لیے جامع منصوبہ اور نقشۂ کار تیار کیا تھا، الحمد للہ موجودہ امیر شریعت حضرت مولانا احمد ولی فیصل رحمانی صاحب دامت برکاتہم کی سرپرستی اور دور اندیش قیادت میں ان منصوبوں کی تکمیل اور امیر شریعت سابعؒ کے بنائے ہوئے خاکوں میں رنگ بھرنے کا کام زور وشور سے جاری ہے۔انہوں نے بتایا کہ عصری تعلیم کے فروغ کے میدان میں امارت شرعیہ نے نئی پہل کی ہے اور میٹرک کے بورڈ امتحان کی تیاری کے لیے کریش کورس کا نظم کیا ہے، جس کے ان شاء اللہ مثبت نتائج برآمد ہوں گے۔نائب قاضی شریعت جناب مولانا مفتی وصی احمد قاسمی صاحب نے اطاعت امیر کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ ایمان کے بعد سب اہم چیز اجتماعیت ہے اور اجتماعیت کے لیے ضروری ہے کہ مسلمان اللہ اور رسول کی اطاعت کے ساتھ امیر کی اطاعت کو اپنی زندگی کا لازمی جزو بنائے۔امیر کی اطاعت کے بنا اس اسلامی زندگی کا تصور نہیں کیا جاسکتا جو شریعت میں مطلوب ہے۔اس موقع پر نائب امیر شریعت حضرت مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی صاحب کا تہنیتی پیغام مولانا محمد نصیر الدین صاحب پیش کیا، حضرت نائب امیر شریعت بعض ناگزیر اسباب کی وجہ سے جلسہ میں شریک نہیں ہوسکے۔جناب انجینئر فہد رحمانی صاحب نے رحمانی تھرٹی کی کامیابیوں کا تفصیل سے تذکرہ کیا اور بتایا کہ کس طرح رحمانی تھرٹی خاموشی کے ساتھ قوم کے نونہالوں کے مستقبل کو سنوارنے میں لگا ہوا ہے، انہوں نے کہا کہ رحمانی تھرٹی نے قوم کی ناامیدیوں اور بے یقینی کو امید اور یقین میں بدلا ہے۔انہوں نے کہا کہ میڈیکل کی تعلیم حاصل کرنا اور ڈاکٹر بننا ملک کے کروڑوں بچوں کی آرزو ہوتی ہے۔لیکن پرائیوٹ میڈیکل کالجوں کی ہوش ربا فیس کو ادا کرنا ہر ایک کے بس کی بات نہیں اور سرکاری میڈیکل کالجوں کی سیٹیں محدود ہیں۔اس لیے لاکھوں کروڑوں بچے اپنی اس آرزو کو دل میں دفن کرکے دوسرے شعبوں میں قسمت آزمائی کرنے لگتے ہیں۔میڈیکل میں داخلہ کے لیے ہونے والا مقابلہ جاتی امتحان نیٹ (NEET) ملک کے مشکل ترین امتحانوں میں سے ایک ہے۔قوم کے بچوں کو ان کے بجٹ کے اندر معیاری تیاری کرا کر میڈیکل کے داخلہ امتحان میں کامیاب کرنے کے مقصد سے رحمانی 30 کے بانی مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے رحمانی 30 کے اندر نیٹ کی تیاری کا آغاز کیا۔اور الحمد اللہ حضرت کا لگایا ہوا پودا اب پھلدار درخت بن چکا ہے اور لاک ڈاؤن کے سخت مشکل ترین دور کا سامنا کرنے کے باوجود رحمانی 30 کے طلبہ نے نیٹ کے امتحان میں صد فیصد کامیابی حاصل کرکے حضرت کی روح کو سکون پہونچایا ہے۔انہوں نے ہر ضلع میں رحمانی تھرٹی جیسے ادارے قائم کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔اس اجلاس کو کامیاب بنانے میں قاری شعیب احمد صاحب، مولانا نصیر الدین اور ان کے رفقاء نے انتھک جدوجہد کی۔

Scanned with CamScanner

تشدد اور جنسی استحصال کے شکار بچے

عابد انور

قدرتی آفات وبلیات، تشدد، لڑائی جھگڑے، خانہ جنگی اور نقل مکانی وغیرہ قدرتی ہو یا انسان کے پیدا کردہ اس سے سب سے زیادہ متاثر خواتین اور بچے ہوتے ہیں۔ یہ بات کسی ایک ملک کے ساتھ خاص نہیں ہے، خواہ ترقی یافتہ ملک ہو یا ترقی پذیر، یا تیسری دنیا کے ممالک ہوں، ہر جگہ ان کے ساتھ یکساں طور اسی طرح کا گھناؤنا سلوک کیا جاتا ہے اس کی سب سے بڑی وجہ ان کا ''سافٹ ٹارگیٹ'' ہونا بھی ہے۔ آج بچے سب سے زیادہ مہذب ممالک کے ان درندوں کی فہرست میں سب سے اوپر ہیں جنہیں جنسی بے راہ روی کی تمام حدوں کو پار کرنے کے بعد بھی جب تسلی اور اطمینان نہیں ہوا تو وہ اب کمسن بچوں اور بچیوں کی طرف مائل ہو چکے ہیں۔ ان کے ساتھ جنسی زیادتی کی تصاویر اور ویڈیو فوٹیج انٹرنیٹ پر موجود ہیں اور مختلف گروپوں کے ذریعہ ایک دوسرے کو ای میل کے ذریعہ یہ تصاویر اور فوٹیج بھیجے جاتے ہیں۔ ان فوٹیج اور تصاویر میں ان طالبات کے بھی ہوتے ہیں جنہوں نے اپنے ہم جماعت یا دوست لڑکے پر اعتماد کرکے ان کے سامنے برہنہ ہو گئیں۔ بچے بچیوں کے ساتھ جنسی استحصال کے بے شمار فوٹو یا ویڈیو فوٹیج مختلف ویب سائٹ اور گروپس پر موجود ہیں، جنہیں دیکھ کر آپ کے رونگھٹے کھڑے ہو جائیں گے۔ اس کے بعد آپ یہ سوچنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ اگلا نشانہ آپ کا بچہ تو نہیں۔ بچوں کی گمشدگی اور اغوا ہونا آج عام بات ہو گئی ہے۔ اسپتالوں سے بچوں کی چوری بھی روزہ مرہ کے معمول میں شامل ہے۔ ظاہری بات ہے کہ ان تمام مغویہ بچوں کی ناز ونعم سے پرورش نہیں کی جاتی ہوگی اور ان کا کسی نہ کسی صورت میں جنسی استحصال بھی ہوتا ہے۔

دہلی میں چھ ماہ کی بچی کی آبروریزی اور جموں وکشمیر کے کٹھوعہ میں آٹھ سالہ آصفہ کی اجتماعی آبروریز اور قتل، اس کے علاوہ ہندوستان بھر میں بچیوں کی اجتماعی آبروریزی اور قتل کے واقعات میں جو اضافہ ہوا ہے وہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ بی جے پی کی حکمرانی میں کوئی محفوظ نہیں ہے اور خاص طور پر بچیاں اور خواتین تو بالکل محفوظ نہیں ہیں۔ بیشتر معاملوں میں بی جے پی اراکین سے لیکر رکن اسمبلی، و پارلیمنٹ اور وزرائے تک ملوث پائے گئے ہیں جب ایسی صورت حال ہوگی تو قانون کی پرواہ کون کرے گا اور کون قانون سے ڈرے گا۔ اس طرح کے واقعات کو دوسرے لوگوں کی بھی ہمت بڑھ گئی ہے اور ان علاقوں میں اس طرح کے گھناؤنے واقعات پیش آرہے ہیں جہاں اس سے پہلے تصور کیا جاتا تھا۔ آبروریزی کے بڑھتے واقعات دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ ہندوستان اب ریپستان میں تبدیل ہو گیا ہے۔ افسوس کا مقام تو یہ ہے کہ جن لوگوں کے کندھوں پر ان بچوں کی دیکھ بھال اور پرورش کی ذمہ داری ہے انہی میں سے بیشتر ان بچوں کا جنسی استحصال کرتے ہیں۔ جرمن حکام نے اپنے یہاں ان رضا کاروں تنظیموں کے ۱۲ ہزار ورکروں پر بچوں جنسی استحصال کرنے اور کروانے کے الزام کی تفتیش کر رہی ہے۔ ان تنظیموں پر الزام ہے کہ بچوں کی تصاویر استعمال کرکے ان سے فحاشی کرواتے تھے۔ بچوں پر تشدد کے بارے میں اقوام متحدہ نے اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ بہت سے بچے ایسے ماحول میں رہتے ہیں جہاں ان پر ہونے والا تشدد نظروں سے اوجھل رہتا ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا کہ ایک ارب سے زیادہ بچے ایسے ممالک میں رہتے ہیں جہاں استاذ کے ہاتھوں بچوں کی پٹائی جائز سمجھی جاتی ہے۔ اسی رپورٹ میں آگے کہا گیا ہے ان میں سے دس لاکھ بچوں کو کام پر لگا دیا جاتا ہے اور ان میں سے بہت سوں کے ساتھ جنسی زیادتی کی جاتی ہے۔ عالمی ادارہ انجمن بہبود اطفال نے اپنی ایک رپورٹ میں کہا کہ دنیا بھر میں دس لاکھ بچے زیر حراست ہیں ان میں سے نوے فیصد تعداد ان بچوں کی ہے جو چھوٹے موٹے جرائم اور معمولی چوریوں میں ملوث تھے۔ اسی رپورٹ میں برطانیہ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ گزشتہ تیرہ سال میں یہاں زیر حراست بچوں کی تعداد دوگنی سے زائد ہو گئی ہے۔

بموں، میزائلوں اور راکٹوں سے کھیلنا سپر پاوروں کا پرلطف اور ذہن کو تسکین پہنچانے والا مشغلہ ہو سکتا ہے لیکن اس کا سب سے زیادہ اثر بچوں اور عورتوں پر پڑتا ہے۔ ۱۹۹۰ کے خلیجی جنگ اور پھر ۲۰۰۳ میں جمہوریت بحال کرنے کے نام پر پورے عراق کو تخت وتاراج کیا گیا۔ عراق پر امریکی حملہ نے عراقی بچوں کے سر سے باپ کا سایہ اور ماں کی شفقت کو چھین لیا۔ جو ملک ترقی یافتہ ملک کے قطار میں تھا وہ تیسری دنیا کے ملکوں سے بھی بدتر صورت حال سے دوچار ہے۔ جہاں غربت نے اس قدر قہر ڈھایا کہ وہاں کی باحیا غیرت مند خواتین چند سکوں کے لئے جسم فروشی کرنے پر مجبور ہو گئی ہیں۔ عراق آج بیواؤں کا ملک بن گیا ہے۔ یقیناً اس کا سہرا سابق وزیر اعظم نور المالکی اور ان کے حامیوں کے سر جاتا ہے۔ انہوں نے امریکہ نوازی میں عراق کو تباہ کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی ہے۔ وہاں صورت حال اس قدر بھیانک ہے کہ اس کا صحیح طریقے سے اندازہ بھی نہیں لگایا جا سکتا۔ اقوام متحدہ کے ادارے یونیسیف کی ایک رپورٹ کے مطابق عراق میں ۲۰ لاکھ بچے خوراک، تعلیم، تشدد، بیماریوں اور جنسی استحصال جیسے مسائل سے دوچار ہیں۔ اس کی رپورٹ کے مطابق عراقی بچے اپنے ملک میں جاری خانہ جنگی، عدم استحکام اور ہنگامہ آرائی کی قیمت ادا کر رہے ہیں۔ رپورٹ کے مطابق ۲۰۰۷ میں سینکڑوں بچے ہلاک ہوئے جب کہ امریکی حمایت یافتہ عراقی حکام نے ایک ہزار تین سو پچاس بچوں کو حراست میں لیا۔ اس تشدد کے خوف سے ہر ماہ پچیس ہزار سے زائد بچے اور ان کے خاندان اپنا گھر وبار چھوڑ کر عراق کے دوسرے علاقے یا دوسرے ملک میں ہجرت کر جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ عراق میں خواتین اور بچوں کی صورت حال اتنی خراب ہو گئی ہے کہ عراقی لڑکیاں جسم فروشی جیسے مخرب اخلاق پیشہ اختیار کرنے پر مجبور ہیں اور عراقی بچے سیاحوں کے ہوس کا شکار ہو رہے ہیں۔ اس وقت شام میں لاکھوں بچے جنگ کی وجہ سے لقمہ اجل بن چکے ہیں اور لاکھوں کی تعداد میں بے وطنی، ذلت کا احساس، جنسی استحصال، بھیک مانگنے پر مجبور اور دیگر تکلیف دہ مراحل سے دوچار ہیں۔ شام میں خانہ جنگی کی وجہ سے نہ صرف مرد، عورتوں اور بچوں کو استحصال کا سانا ہے بلکہ وہ مختلف محاذ پر نشانہ بن رہے ہیں۔ اس کے علاوہ تمام ممالک میں جہاں خانہ جنگی یا شورش ہے وہاں بچوں اور خواتین کا بڑے پیمانے پر استحصال کیا جا رہا ہے اور ہندوستان میں قبائلی علاقے بھی اس سے اچھوتے نہیں ہیں۔

یونیسیف کی ایک رپورٹ کے مطابق خانہ جنگی اور امریکی فوجی کے ذریعہ تمام بنیادی سہولتوں کے انہدام کی وجہ سے بچوں کی تعلیم بری طرح متاثر ہو رہی ہے۔ دو لاکھ بیس ہزار بے گھر بچوں میں زیادہ تر پرائمری اسکول جانے کی عمر کے بچے ہیں ان کو چھت بھی میسر نہیں ہے تو تعلیم تو دور کی بات ہے۔ یہ صورت حال عراق کے دور دراز علاقوں میں اور بھی بھیانک شکل اختیار کئے ہوئے ہے۔ بغداد کو چھوڑ کر ملک کے ۲۰ فیصد بچوں کو سیوریج نظام میسر ہے جبکہ پینے کا صاف پانی کے فراہمی کا مسئلہ پھاڑے کھڑا ہے۔ یہی عراق ہے جہاں امریکہ کروڑوں ڈالر جنگ پر خرچ کرتا ہے جس سے بنیادی سہولیات ڈھانچہ تباہ ہوتا ہے۔ بچوں سے اسکول چھینا جاتا ہے، لوگوں سے چھت، روزی روٹی اور ماؤں کی گودیں سونی کی جاتی ہیں۔ یہ مہذب ممالک امریکہ اور مغرب کی نئی طرز زندگی ہے جہاں تخریب کو تعمیر کا نام دیا جاتا ہے۔ انسانی خون سے ہولی اور حملہ کر کے ملک کو تخت وتاراج کرنے کو جمہوریت کی بحالی کا نام دیا جاتا ہے۔ اس غیر انسانی سلوک پر پوری دنیا خاموش تماشائی بنی رہتی ہے۔ ان پر جنگی جرائم کا مقدمہ بھی نہیں چلتا بلکہ انہیں امن کا انعام دیا جاتا ہے۔

اسٹیٹ آف دی ورلڈ چلڈرن کی ایک رپورٹ کے مطابق دنیا میں مجموعی بچوں کی ۴۵ فیصد یعنی ایک ارب بچے مفلسی کی زندگی گزار رہے ہیں۔ جنگ، خانہ جنگی اور مسلح تنازعات کی وجہ سے ۱۹۹۰ سے ۲۰۰۳ کے دوران تقریباً ۱۶ لاکھ ۲۰ ہزار سے زائد بچے لقمہ اجل بن چکے ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ان تنازعات یا جنگ کے ۵۹ واقعات میں سے ۵۵ واقعات اندرون ملک کے ہیں اس میں دو ممالک شامل نہیں تھے۔ اقوام متحدہ کا ادارہ بہبود اطفال کی ایک رپورٹ کے مطابق دنیا میں ۱۸ کروڑ بچوں سے سخت قسم کی مزدوری کرائی جاتی ہے جس سے ان بچوں کی جسمانی اور دماغی نشو ونما پر مضر اثر پڑتا ہے اور صحت بھی خراب ہو جاتی ہے۔ اسی طرح ہر سال ۳ لاکھ اسمگل کر کے مختلف مغربی ممالک میں فروخت کردئے جاتے ہیں۔ ۲۰ لاکھ بچے جن میں اکثریت لڑکیوں کی ہوتی ہے جبری جنسی کاروبار میں دھکیل دیے جاتے ہیں۔

بچوں کے استحصال کا سلسلہ صرف ترقی پذیر ملکوں تک محدود نہیں ہے صنعتی اعتبار سے مالا مال اور دولت کے معاملے میں خوشحال ممالک میں بھی بچوں کے ساتھ اسی طرح کا سلوک کیا جاتا ہے۔ ترقی یافتہ ممالک میں بچے اور بچیوں کے ساتھ جنسی فعل اور غیر فطری عمل روا رکھا جاتا ہے خاص طور پر سیاحتی مقامات پر غریب اور بے بس بچوں کے ساتھ سیاح اور خاص کر مہذب اور انسانی حقوق کے علمبردار ممالک سے تعلق رکھنے والے سیاح جنسی بے راہ روی میں اس قدر بھٹک چکے ہیں کہ وہ غیر فطری عمل کو ہی پسند کرتے ہیں۔ ایک ایسا ہی ویڈیو فوٹیج میرے ای میل پر آیا جسے دیکھ کر رونگھٹا کھڑا ہو جاتا ہے۔ جس میں ایک چار پانچ سالہ بچی کے ساتھ ایک مغربی سیاح کو غیر فطری عمل کرتے اور بچی سے جبراً جنسی عمل کراتے دکھایا گیا ہے۔ معاشرے کا سب سے افسوسناک پہلو یہ ہے آج کل سب سے آسان نشانہ بچے اور بچیاں ہوتے ہیں جسے آسانی سے بہلا پھسلا کر یا اس کی غربت کا فائدہ اٹھا کر ان کا جنسی وجسمانی استحصال کیا جاتا ہے۔ جس ملک میں سیاحوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا ہے اسی حساب کے جنسی زیادتیوں کے واقعات کثیر تعداد میں پیش آتے ہیں۔ اب تک اس معاملے میں جو مقام تھائی لینڈ کو حاصل تھا وہ اب ممبئی اور گوا کو حاصل ہو گیا ہے۔ جہاں مغربی سیاح اپنی جنسی بھوک مٹانے کے لئے سیاحت کا سہارا لیتے ہیں اور غربت کے دلدل میں پھنسی کچھ لڑکیاں تو کچھ اپنی غیر ضروری ضرورتوں کو پوری کرنے کے لئے جسم فروشی کا سہارا لیتی ہیں۔ اس طرح کے واقعات کی خبریں ہم آئے دن اخبارات میں پڑھتے رہتے ہیں۔

اقوام متحدہ کی ایک رپورٹ کے مطابق دنیا میں بھوکے پیٹ سونے والوں کی تعداد جہاں ۱۹۹۰ میں ۸۲۵ میلین تھی وہیں ۲۰۰۹ میں بڑھ کر ایک بلین ہو گئی ہے۔ اقوام متحدہ کو ایک بلین افراد کے پیٹ بھرنے کے لئے ایک بیلین ڈالر کی ضرورت ہے۔ انسانی نظریے سے سب سے افسوسناک پہلو یہ ہے کہ دنیا میں ہر پانچ سیکنڈ میں ایک بچے کی بھوک سے موت ہوتی ہے۔ اس طرح دنیا میں ہر روز ۱۸ ہزار سے زائد بچے بھوک کی وجہ سے لقمہ اجل بن جاتے ہیں۔ دنیا کے ترقی پذیر ممالک میں ناقص تغذیہ کی وجہ سے ۵ سال سے کم عمر بچوں میں سے ۲۵ فیصد بچوں کا وزن ان عمر کے بچوں کے معمول کے وزن سے کم ہوتا ہے اور یہ مختلف مہلک بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں۔ اقوام متحدہ بہبود اطفال فنڈ (یونیسیف) کی ایک رپورٹ کے مطابق نقص تغذیہ کے شکار ممالک میں اس سے نمٹنے کے لئے مختلف پروگرام چلائے جاتے ہیں لیکن نوکر شاہوں کی وجہ سے ان منصوبوں پر ایمانداری سے عمل نہیں ہوتا ورنہ بھوکوں کی اتنی بڑی تعداد نہیں ہوتی۔

نقص تغذیہ کے شکار بچوں میں سب سے زیادہ تعداد ہندوستان میں ہے یہاں تقریباً دس (۱۰) کروڑ سے زائد بچے بھوکے سوتے ہیں۔ چین کا نمبر دوسرا ہے۔ چین میں بھوکے سونے والے بچوں کی تعداد چار (۴) کروڑ ہے یعنی ہندوستان سے چھ کروڑ کم، جب کہ چین آبادی کے لحاظ سے دنیا کا سب سے بڑا ملک ہے۔ لاطینی امریکہ میں ایسے بچوں کی تعداد تین (۳) کروڑ ہے۔ اس کے علاوہ دیگر ایشیائی ممالک میں بھوکے بچوں کی تعداد ۱۰ (دس) کروڑ ہے۔ اقوام متحدہ کی ایک رپورٹ کے مطابق ایک ارب بچوں کی تعداد ان ممالک میں رہتی ہے جہاں ان کے ساتھ جنسی زیادتی، اساتذہ کے ہاتھوں پٹائی کو جائز سمجھا جاتا ہے اور دس لاکھ سے زائد بچوں کو کام پر لگا دیا جاتا ہے۔ ان میں سے زیادہ تر بچے جنسی زیادتی کے شکار ہوتے ہیں۔ اسی طرح اقوام متحدہ کا ادارہ انجمن بہبود اطفال کی ایک رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ دنیا بھر میں کروڑوں بچے انتہائی خستہ حالی کے شکار ہیں۔ رپورٹ کے مطابق ترقی پذیر ممالک میں ایک کروڑ ۱۷ لاکھ بچوں سے جبری مشقت اور مزدوری کرائی جاتی ہے جب کہ ۸ کروڑ لڑکیوں کی شادی ۱۸ سال کی عمر تک پہنچنے سے پہلے کردی جاتی ہے۔ اپنی رپورٹ میں یونیسیف نے کہا کہ کروڑوں بچوں کو جبری مشقت اور لاکھوں بچوں کو گھریلو کام کاج کے لئے فروخت کر دیا جاتا ہے۔ مختلف حصوں میں جاری تنازعات اور خانہ جنگی کے نتیجے میں بچے اس کی بھینٹ سب سے زیادہ چڑھ رہے ہیں۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ۲۰ لاکھ بچوں کو جنسی کاروبار میں دھکیلا گیا ہے اور ان بچوں کو ہر وقت تشدد کا خطرہ منڈلاتا رہا ہے۔ اسی رپورٹ میں آگے کہا گیا ہے کہ مختلف اسباب سے ۱۵ کروڑ بچے مستقل معذوری کی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔

بچوں کی تجارت ایک سنگین شکل میں سامنے آرہی ہے انسان جس قدر ترقی کر رہا ہے اسی طرح ان میں اخلاقی گراوٹیں آرہی ہیں اخلاقیات کے معاملے میں جانوروں سے بھی گیا گزرا ثابت ہو رہا ہے۔ بچوں کی تجارت کے تار تمام غریب ممالک سے جڑے ہوئے ہیں جہاں سے بڑی تعداد میں بچے ترقی یافتہ ممالک میں اسمگل کئے جاتے ہیں۔ جہاں ان بچوں سے گھریلو نوکر کے طور پر کام کرایا جاتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ وہ جنسی زیادتی کے شکار بھی ہوتے ہیں۔ انسانی بے راہ روی نے انسانی معاشرہ کو اس قدر آلودہ کر دیا ہے یہاں صحت مند بچوں کے لئے سانس لینا بھی دشوار ہے۔ ہندوستان میں جس طرح ترقی کی رفتار نے زور پکڑا ہے اسی طرح بچوں اور خواتین کے ساتھ جنسی استحصال اور جرائم کے نت نئے طریقے وجود میں آرہے ہیں۔ حالات کچھ اس قدر خراب ہو گئے ہیں کہ بچے اور خواتین کہیں بھی محفوظ نہیں ہیں خواہ وہ اسکول ہو یا کالج، دفتر ہو یا گھر کسی نہ کسی صورت میں انہیں استحصال کا شکار ہونا پڑتا ہے۔

Scanned with CamScanner

حکومت کی نئی پالیسی سے مشکل ہوا حج کا سفر

پروفیسر اختر الواسع

حج فرض عبادت کے ساتھ ایک مذہبی فریضہ اور دیرینہ تمنا بھی ہے، استطاعت نہ رکھنے والا مسلمان بھی عمر بھر کی جمع پونجی اس راہ میں لگانے کو اپنی سعادت سمجھتا ہے، لیکن ہندوستانی حکومت کی غلط پالیسی اور من مانی سے عازمین کے لئے یہ مقدس سفر اب ایک خواب بنتا جا رہا ہے، ہماری سرکار نے انتظامی اصلاحات کے نام پر جو فیصلے کئے ہیں اس نے حج کو مزید مہنگا اور سفر کو مشکلات تر بنا دیا ہے. کورونا وبا کے طویل وقفے کے بعد ایک بار پھر حج 2022 کا اعلان اہل ایمان کے لئے یقیناً راحت بھری خبر ہے، لیکن سرکار کی پالیسی اور انتظامی اصلاحات کے نام پر تبدیلی عازمین کے لئے کانٹوں بھری راہ سے کم نہیں ہے۔ سرکار کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ عوام کے لئے آسانیاں پیدا کرے لیکن ہندوستان کی موجودہ سرکار نے اصلاحات کے نام پر مشکلات کھڑی کر دی ہے۔ حکومت تو دعویٰ کر رہی ہے کہ اس نے حج کے غیر ضروری اخراجات ختم کرنے، سفر کو آسان بنانے کی پیش رفت کی ہے۔

حج کے عمل کو سو فیصد ڈیجیٹل بنانے کے لیے حج موبائل ایپ اپ گریڈ کیا ہے۔ اب عازمین درخواستیں، آن لائن اور جدید سہولیات سے آراستہ 'حج موبائل ایپ' کے ذریعہ کر سکتے ہیں۔ سبھی عازمین حج کو 'ای مسیحا' ڈیجیٹل ہیلتھ کارڈ، مکہ-مدینہ میں ٹھہرنے کی بلڈنگ/ٹرانسپورٹیشن کی جانکاری 'ای-لگیج ٹیگنگ' کے توسط سے ہوگی۔ کورونا پروٹوکول اور ہیلتھ اور ہائجین سے متعلق خصوصی ٹریننگ کا نظم ہوگا۔ اس کے باوجود دعویٰ اور بہلاوے کی عمارت پر کھڑی حکومت نے جس طرح امبارکیشن پوائنٹس میں کمی کا اعلان کیا ہے اس نے پورے ملک کے مسلمانوں میں بے چینی کی لہر دوڑا دی ہے۔

سرکار نے حج 2022 کے لئے 21 کی جگہ 10 امبارکیشن پوائنٹس طے کئے ہیں، جن میں احمد آباد، بنگلورو، کوچی، دہلی، گوہاٹی، حیدر آباد، کولکاتا، لکھنو، ممبئی اور سری نگر شامل ہیں۔ جب کہ وارانسی، گوہاٹی، پٹنہ، گیا، سری نگر، رانچی، اندور، ناگپور، اورنگ آباد اور دوسرے تمام امبارکیشن پوائنٹس بند کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔

ظاہری بات ہے امبارکیشن پوائنٹس میں کمی کا راست اثر عازمین پر پڑے گا، ہوائی اڈّوں کی تخفیف سے کرایے میں اضافہ ہوگا۔ حج سبسڈی کے خاتمے کی مار جھیل رہے دور دراز کے رہنے والے عازمین کو اپنی ریاست اور اپنے شہروں سے جانے کی جو آسانیاں تھیں وہ بھی ختم ہو گئیں۔ جن علاقوں سے پروازیں بند کرنے کا اعلان کیا گیا ہے، وہاں عازمین میں مایوسی اور سرد مہری دیکھی جا رہی ہے۔

مرکزی حج کمیٹی نے رواں برس سفر حج کے اخراجات فی کس 3 لاکھ 42 ہزار 994 روپئے چالیس پیسے مقرر کر دیئے ہیں، امبارکیشن پوائنٹس کی کمی سے نہ صرف اخراجات میں اضافہ ہوگا، بلکہ مشکلات بھی بڑھ جائیں گی۔ حج کو سستا کرنا اور مشکلات سے آسان بنانا حکومت کی ذمہ داری ہے، وہ اس کا دعویٰ بھی کرتی ہے، لیکن زمینی سچائی کچھ اور ہی کہانی بیان کرتی نظر آ رہی ہے۔ اس بار کے حج میں مودی حکومت کے 'ووکل فار لوکل' کی چھاپ بھی دکھائی دے گی اور یہ قابل قدر بات ہے کہ اب ملک میں تیار کئے گئے سامان کے ساتھ ہی عازمین حج سفر پر جائیں گے۔ اس سے قبل چادر، تکیے، تولیے، چھتری اور دیگر سامان عازمین حج سعودی عرب میں غیر ملکی کرنسی میں خریدتے تھے۔ دوسری طرف ہندوستان کی تاریخ میں پہلی بار ایسا ہوگا کہ غیر محرم خواتین بھی اس بار حج کے لئے جائیں گی۔ گزشتہ برس درخواست دینے والی تین ہزار خواتین، اور اس بار درخواست دینے والی بغیر محرم کے خواتین کو سفر حج پر جانے کا موقع ملے گا۔ عالمی وبا کے چیلنجوں کے تمام پہلوؤں کو سامنے رکھتے ہوئے عازمین کے سلیکشن کا عمل کورونا ویکسین کے دونوں ڈوز لئے جانے اور کورونا پروٹوکول، قواعد وضوابط اور پیرامیٹرز کے تحت کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

غور کرنے والی بات یہ ہے کہ پہلے لوگ حج کمیٹی کے توسط سے اس لیے حج کرنا چاہتے تھے، کیونکہ پرائیویٹ ٹور آپریٹروں کے مقابلے وہ کافی سستا پڑتا تھا، مگر حکومت کی نئی پالیسی اور نئے انتظامات نے سب برابر کر دیا ہے۔ سہولتوں کی کمی کے باوجود عازمین حج کمیٹی سے جانے کو ترجیح دیتے تھے، وجہ تھی آسانی اور کم خرچ۔ نئی الٹ پھیر کی ایک وجہ یہ بھی سمجھ میں آتی ہے کہ سفر حج کی ذمہ داری اقلیتی امور کی وزارت کے حوالے کر دی گئی ہے جبکہ کسی بھی ملک کی طرح سعودی عرب میں بھی جب کوئی مسئلہ پیش آتا ہے تو اسے وزارت خارجہ ہی دیکھتی ہے۔ ایسی صورت میں مسئلے کی شدت بڑھ جاتی ہے، اس لیے جیسے دیگر غیر ملکی یاتراؤں کی ذمہ داری وزارت خارجہ کے سپرد ہے، اسی طرح سفر حج کی پوری ذمہ داری بھی وزارت خارجہ کے پاس رہنی چاہیے تھی، اس سے عازمین کی مشکلات کم ہوتیں۔

اخراجات کی کمی کے پیش نظر گزشتہ برس سرکار نے بحری سفر دوبارہ شروع کرنے کا اعلان کیا تھا، اس سلسلے میں بھی حکومت کی حکمت عملی کا ابھی تک کوئی پتہ نہیں۔ خیال رہے کہ 1992-94 کے درمیان مرکزی حکومت کی ایما پر سمندر کے راستے حج کے سفر پر جانے پر مکمل پابندی لگا دی گئی تھی۔ 1995ء میں ممبئی اور جدّہ کے درمیان ایم وی اکبری جہاز کو بند کر دیا گیا تھا، جس میں 10-15 دن سفر میں لگ جاتے تھے۔ انڈین سرکار نے پھر بحری سفر شروع کرنے کا اعلان کیا ہے۔ وزارت برائے جہاز رانی نے اس فیصلہ کو منظوری دے دی ہے اور سعودی عرب نے بھی اس فیصلے کا خیر مقدم کیا ہے۔ سبسڈی ختم ہونے کے بعد ہوائی سفر کا خرچ کافی بڑھ گیا ہے اور بحری سفر کے اخراجات 60 ہزار روپئے ہی ہوں گے جو کہ معاشی طور پر کمزور ایک بڑے طبقے کے لئے راحت رسانی کا سبب ہوں گے۔

ہندوستان میں سرکار نے حج سبسیڈی یعنی حج کے لیے دی جانے والی سرکاری امداد بند کر دی، مسلمانوں کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ مسلم کمیونٹی نے کبھی بھی سبسیڈی کی مانگ نہیں کی۔

دوسرے یہ کہ سالوں سے حج کے نام پر دی جانے والی سبسیڈی براہ راست کسی مسلمان حاجی کو نہیں ملی۔ ہندوستانی حکومت سعودی عرب کی پرواز کے لیے ایئر ٹکٹوں پر ایئر انڈیا کو سبسیڈی دیتی رہی۔ انڈیا سے حج کے لیے جانے والے ہر ایک شخص کو سبسیڈی کے نام پر دی جانے والی رقم تقریباً دس ہزار روپے تھی۔ لیکن عملی طور پر یہ کبھی بھی حاجیوں کو نہیں دی گئی بلکہ ایئر انڈیا کو منتقل کر دی گئی۔ دوسرے الفاظ میں، اس مالی امداد کا ایئر انڈیا کے بوجھ کو کم کرنے کے لیے استعمال کیا گیا تھا، نہ کہ حاجیوں کے سفر کے لیے۔

یہ وہ وقت تھا جب تیل کے عالمی بحران کے باعث حج کا ہوائی سفر بہت زیادہ مہنگا ہو گیا تھا اور طیارے کا کرایہ آسمان سے باتیں کرنے لگا تھا اور ایسے میں اس سبسیڈی کو سٹاپ گیپ کے طور پر متعارف کرایا گیا لیکن اس پر ہمیشہ کے لیے اقلیتوں کی خوشامد کا لیبل چسپاں ہو گیا۔

کیا واقعی موبائل کے بغیر زندگی کا تصور نا ممکن ہے

اقراء قریشی

بہت عرصے سے میں اس بات سے کافی پریشان ہوں کہ سائنس و ٹیکنالوجی کا جو تحفہ ہمیں اس صدی میں ملا ہے کیا یہ واقعی ہماری بھلائی کے لئے ہے۔ جی ہاں، موبائل اور انٹرنیٹ ویسے تو سب اس کے شکار ہیں چاہے وہ نوجوان ہوں یا عمر دراز۔۔ موبائل اور انٹرنیٹ آج کے زمانے کی ایک ایسی سہولت ہے جس کا استعمال اس قدر بڑھ گیا ہے کہ اس نے اپنی اہمیت ہی کھو دی۔ یہاں میرے کہنے کا مطلب ہے کہ ان کا استعمال فائدہ مند چیزوں کے بجائے فضول کاموں میں ہو رہا ہے۔

میں آپ سب سے ایک حالیہ تجربہ شیئر کرنا چاہتی ہوں کہ میں گرمیوں کی چھٹیوں میں پرسنالٹی ڈیولپمنٹ پر ایک سمر ورکشاپ کی، میرے کلاس میں تقریباً ۴۰ طلبہ نے شرکت کی، پہلے دن جب تعارفی کلاس ہوا، جس میں ہر طالب علم کا بنیادی تعارف لیا جاتا ہے، پڑھائی لکھائی، عادات، مقاصد اور یومیہ مصروفیات کے بارے میں پوچھا جاتا ہے، طلبہ نے مجھ سے کچھ ایسی باتیں شیئر کیں جس سے میں حیران اور پریشان ہو گئی، ۴۰ میں سے تقریباً ۳۵ طلبہ نے یہ اعتراف کیا کہ وہ دو تین بجے سے پہلے نہیں سوتے، کیوں کہ ان کے پاس لیپ ٹاپ، کمپیوٹر یا موبائل انٹرنیٹ کے ساتھ ہے، ویسے تو اس پریشانی سے آج کل ہر کوئی جوجھ رہا ہے اور سب کو یہ پتہ بھی ہے کہ اس کے نقصان کتنے خطرناک ہوتے ہیں، لیکن اس ٹیکنالوجی کے چنگل سے نکلنا اتنا آسان نہیں لگ رہا۔ بچوں نے یہ شیئر کیا کہ وہ انٹرنیٹ پر کیا استعمال کرتے ہیں، سوشل نیٹ ورکنگ ان میں سے سب سے زیادہ پسندیدہ سرگرمی تھی، اس کے علاوہ متعدد طلبہ نے ویڈیو دیکھنے کی لت کا بھی ذکر کیا، چند نے یہ بتایا کہ ہم اپنی پڑھائی سے متعلق سرچ کرتے ہیں، لیکن ان کے ساتھ بھی ایک پریشانی ہے کہ وہ اس اچھے کام کے لئے بھی وقت کو بھول جاتے ہیں۔

جب میں نے ان سب معاملات کو تفصیل سے سمجھنے اور وجوہات تلاش شروع کی تو کچھ بہت ہی عجیب باتیں سامنے آئیں، کچھ ایسی عادتیں طلبہ کو ہونے لگی ہے جس کا غلط اثر ان کی جسمانی، ذہنی، جذباتی اور روحانی ترقی پر تیزی سے پڑ رہا ہے، اگر صرف ایک ہی مثال سے سمجھانا چاہوں گی، مثال کے طور پر ایک اسکول کالج جانے والا بچہ یا بچی رات کے دو بجے تک انٹرنیٹ کا استعمال سوشل نیٹ ورکنگ یا اپنی پسندیدہ چیزوں کو سرچ کرنے میں کرتے ہیں تو آپ ہی بتائے کہ اس کی شخصیت پر کس طرح برا اثر پڑتا ہوگا۔

جسمانی

انٹرنیٹ کے استعمال سے بچوں کی آنکھ اور اس کی نیند پر بہت ہی منفی اثر پڑتا ہے، اس سے بینائی کمزور ہوتی ہے، نیز امراض چشم کے لاحق ہونے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔

روحانی

وہ بچہ یا بچی روحانی ترقی سے کوسوں دور ہو جاتے ہیں، کیونکہ انٹرنیٹ پر دکھاوے اور مصنوعی زندگی کے علاوہ اسے کچھ نہیں بھاتا۔ پرسنالٹی ڈیولپمنٹ ٹرینر ہونے کے ناطے میں اپنے طلبہ اور پڑھنے والوں سے یہی کہنا چاہوں گی کہ اپنی مجموعی ترقی کے لئے اسمارٹ فون کا صحیح استعمال کرنا شروع کریں، اس میں وقت کی پابندی کا خیال بھی رکھیں۔ یہ لت اتنی بڑھ گئی ہے کہ سائنس نے اینیفٹوم وائبریشن سنڈروم نام دیا ہے۔ یہ ایک ایسا سنڈروم ہے جس میں انسان کو ہر وقت موبائل بجتا یا وائبریٹ ہوتا محسوس ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ ہم اپنے ہاتھ سے موبائل کو الگ نہیں کرنا چاہتے۔ یہاں تک کے کچھ لوگ گھر کے واش روم میں بھی فون لے جائے بغیر نہیں رہ سکتے۔ آفس کی بات کریں تو وہاں لیپ ٹاپ یا کمپیوٹر ہوتا ہے لیکن ہماری یہ خواہش ہوتی ہے کہ ہم آفس کا کام شروع کرنے سے پہلے اپنی ذاتی سائٹس لاگ ان کر لیں، ٹیکنالوجی کے اس غیر ضروری استعمال نے انسان کا خود پر سے کنٹرول چھین لیا ہے، ہم دن بہ دن الگ تھلگ ہوتے جا رہے ہیں، اپنے گھر اور آفس میں براہ راست آپس میں بات نہیں کرنا پسند کرتے ہیں بلکہ اپنے اپنے موبائل میں لگے رہتے ہیں۔

میٹرو میں اگر سفر کریں تو لگے گا کہ ہم بس اپنے میں مگن ہیں اور گانے سنے بغیر ایک قدم بھی نہیں چل سکتے، ایئر فون کا لگاتار استعمال کرتے رہتے ہیں۔ پہلے کے زمانے میں سفر کے دوران انسان انسان سے بات کرنا پسند کرتا تھا۔ ادھر ادھر کے نظاروں پر غور کرتا تھا لیکن اب بس وہ اور اس کا موبائل۔ گھروں میں بات چیت کا دور بالکل ختم ہوتا جا رہا ہے۔ گھر کے افراد بھی آپ میں انٹرنیٹ کے ذریعے ہی بات کرنے لگے ہیں، لوگ احساس کمتری کا شکار ہونے لگے ہیں، کیونکہ وہ ہر بات سوشل میڈیا پر شیئر کر رہے ہیں، چھوٹے چھوٹے بچوں کو ان کی مائیں بہلانے کے لئے موبائل دے دیتی ہیں۔ ماں باپ اس بات پر فخر کرتی ہیں کہ ان کا بچہ بہت اچھا موبائل چلاتا ہے، میرے حساب سے کوئی بھی سہولت کی چیز کا زیادہ استعمال غلط ہے، حالت یہاں تک پہونچ گئی ہے کہ کچھ لوگ بغیر کسی جائز وجہ کے بھی دو دو موبائل رکھنے لگے ہیں، ایک ٹرینر کے ناطے یہی کہنا چاہوں گی کہ اس زبردست ٹیکنالوجی کا صحیح استعمال کریں، اپنا سلف کنٹرول نہ کھوئیں اور کچھ ترکیبیں آج کل کے نوجوانوں کو دینا چاہوں گی تا کہ وہ انٹرنیٹ اور موبائل کی لت سے بچ سکیں اور اپنی زندگی سستی کے بجائے بھرپور جوش انداز میں گزاریں ☆ موبائل آف کرنے کی عادت ڈالنا ضروری ہے، ہر وقت آن رکھنے اور اپنے پاس رکھنے سے خود پر قابو پانا مشکل ہوتا ہے ☆ غیر ضروری ایپس اور رابطہ سے بچنا چاہئے ☆ رات کو ایک وقت مقرر کر کے انٹرنیٹ اور موبائل بند کر دیا جائے ☆ اندھیرے میں بالکل برائٹ اسکرین کا استعمال نہ کرے، آنکھوں پر بہت برا اثر پڑتا ہے ☆ بڑوں کو گھر میں ایسے ضابطے بنانے چاہئے جس میں سب افراد آپس میں بات چیت اور ایک دوسرے کو وقت دیں اور اس ضابطے کو چھوٹوں کو بھی خوشی سے اپنانا چاہئے ☆ سوشل نیٹ ورکنگ کا ضرورت سے زیادہ استعمال نہ کریں، کسی بھی قسم کی احساس کمتری یا برتری سے بچنا چاہئے ☆ کھانا کھانے کے وقت موبائل اور لیپ ٹاپ کو اپنے سے دور رکھنا چاہئے، اسی طرح روڈ سیفٹی کے لئے ڈرائیورنگ کے وقت بھی اس کے استعمال سے بچنا چاہئے ☆ ماضی کی طرح صحت مند سرگرمیوں کو دوبارہ اپنانا چاہئے جیسے کتابوں کا مطالعہ، جسمانی سرگرمیاں وغیرہ۔ ☆ ہفتے میں کم سے کم ایک دن کے لئے موبائل، انٹرنیٹ، لیپ ٹاپ کا استعمال بالکل نہیں کرنا چاہئے، اس سے آپ کے اندر خود کو قابو پانے کی صلاحیت پیدا ہوگی ☆ میرے لئے سب سے اہم ہدایت یہ ہے کہ اپنی زندگی میں ایک اصول بنالیں کہ اگر ہم اپنے بڑے بزرگوں یا اپنے بچوں کے ساتھ ہوں گے تو ہم موبائل کے استعمال سے پرہیز کریں گے۔ ان لوگوں کو ہماری باتوں کی اور ہماری توجہ کی بہت ضرورت ہوتی ہے۔

میں امید کرتی ہوں کہ اگر کچھ دن تک ہم نے ان نکات کو اپنی زندگی میں شامل کر لیا تو ہماری جسمانی، ذہنی اور جذباتی ترقی بہت ہی خوبصورت اور مثبت انداز میں ہوگی۔

Scanned with CamScanner

امت کی سب سے بڑی طاقت اس کا اتحاد ہے

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے ۲۷/ ویں اجلاس کانپور کا اعلامیہ

اللہ تعالی کا بے حد فضل واحسان ہے کہ اس نے ہمیں خیر امت میں پیدا فرمایا اور ہدایت سے نوازا، یہ نعمت تمام نعمتوں سے بڑھ کر ہے، ذالک فضل الله يؤتيه من يشاء (جمعه : ۴) ہمارا فریضہ ہے کہ ہم اس نعمت کی قدر کریں، اللہ تعالی کی توحید پر ثابت قدم رہیں، ہم اس حال میں دنیا سے رخصت ہوں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن نبوت ہمارے ہاتھوں میں ہو، اللہ اور اس کے رسول سے تعلق ہمیں ہر تعلق سے زیادہ عزیز ہو، اور ہماری نظر میں جان و مال، دولت وعزت اور عہدہ ومنصب سب کچھ اس نعمت کے مقابلہ میں ہیچ ہو؛ کیوں کہ ہمارا سب کچھ اللہ کے لئے ہے ان صلاتي ونسكي ومحياى ومماتي لله رب العالمين (انعام : ۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفقاء عالی مقام کا یہی طرز عمل تھا، وہ مکہ کی تیرہ سالہ زندگی میں اور ہجرت کے بعد بھی فتح مکہ تک نہایت جاں گسل حالات سے گزرے لیکن ان کے پائے استقامت میں کوئی تزلزل نہیں آیا، ملک کے موجودہ حالات میں ہم سے دین حق کا یہ سب سے بڑا مطالبہ ہے، اور اس ثابت قدمی سے آخرت کی سرخروئی وابستہ ہے؛ اس لئے پوری امت کا فریضہ ہے کہ حالات کچھ بھی ہوں، ہماری ثابت قدمی میں فرق نہ آئے، خاص طور پر مذہبی تنظیموں کا اور علماء اور ملت کے ذمہ داروں کا فرض ہے کہ وہ عام مسلمانوں کو اس کی طرف متوجہ کریں، اور نئی نسل کی ایسی تربیت کریں کہ مشکل سے مشکل حالات میں بھی ان کے قدموں میں تزلزل نہ آئے، ہر حال میں ان کی زبان کلمہ توحید سے تر ہو اور ان کی پیشانی اللہ کے سوا کسی کے سامنے جھکنے کو تیار نہ ہو، یہ وقت کا تقاضا ہے اور یہی سلف صالحین کی میراث ہے۔

اسلام ہمیں صرف عبادت کا طریقہ نہیں بتا تا؛ بلکہ پیدائش سے موت تک اور ماں کی گود سے قبر کی گود تک پوری زندگی کے لئے رہنمائی کرتا ہے، خوشی ہو یا غم، آرام ہو یا تکلیف، ہم خیر خواہوں کے درمیان ہوں یا بدخواہوں کے درمیان مسجد میں ہوں یا تجارت وکاروبار میں، والدین سے تعلق کا معاملہ ہو یا بیوی بال بچوں سے، پڑوسیوں سے تعلق کی بات ہو یا اہل وطن سے، شریعت اسلامی ہر مرحلہ میں ہماری رہنمائی کرتی ہے، اور یہ رہنمائی ایسی ہے کہ اس میں آخرت کی نجات کے ساتھ ساتھ دنیا کی کامیابی اور دنیوی زندگی کی خوشگواری بھی ہے، اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنی خوشی سے شریعت کے احکام کو اپنے آپ پر نافذ کریں، اگر ہم خود قانون شریعت پر قائم رہیں، غیر اسلامی طریقوں اور شریعت کی منع کی ہوئی باتوں سے اپنے آپ کو محفوظ رکھیں، ہماری گھریلو اور خاندانی زندگی شریعت کے نور سے منور ہو تو حکومت یا کوئی اور طاقت ہمیں اپنی شریعت پر کاربند رہنے سے روک نہیں سکتی، اس کے لئے نہ ہم حکومت کے محتاج ہیں اور نہ عدالت کے؛ اس لئے موجودہ حالات میں بہت ضروری ہے کہ ہم خود اپنے گھر، اپنے خاندان اور اپنے سماج کو شریعت کے سانچے میں ڈھال لیں تاکہ لوگوں کو نہ ہماری شریعت پر انگلی اٹھانے کی جرات ہو اور ہمیں اپنے دین کی حفاظت کے لئے کاسہ گدائی لے کر حکومت کے سامنے جانا پڑے۔

زندگی میں بعض مرحلے ایسے آتے ہیں، جن میں اختلاف پیدا ہوتا ہے، یہ اختلاف دو خاندانوں میں بھی پیدا ہوتا ہے، دو پڑوسیوں کے درمیان بھی، شوہر و بیوی، بھائیوں، بہنوں اور بعض دفعہ والدین اور اولاد کے درمیان بھی، ان اختلافات کو حل کرنے کا شرعی طریقہ یہ ہے کہ مسلمان اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ پر راضی رہے، قرآن مجید کے فیصلہ کے سامنے سر جھکا دے، آپس میں کسی کو ثالث اور حکم بنا کر معاملات کو طے کرے، خاندان اور سماج کے بزرگوں کے ذریعہ مسئلہ سلجھ نہیں پائے تو دارالقضاء سے رجوع کرے؛ اسی لئے بورڈ نے دارالقضاء قائم کیے ہیں؛ تاکہ لوگ کم وقت اور کم خرچ میں انصاف حاصل کریں، اور عدالتوں میں مقدمات کا جو بوجھ بڑھتا جا رہا ہے، وہ کم ہو، یہ مسلمانوں کے لئے ایک مذہبی فریضہ ہے، دارالقضاء کے فیصلہ پر--- یہ سمجھ کر راضی ہو جانا کہ یہی اللہ اور اس کے رسول کا حکم ہے، چاہے اس کی خواہش کے خلاف ہی کیوں نہ ہو--- مسلمانوں کے لئے بہت بڑی کامیابی ہے؛ کیوں کہ حکم خداوندی کے سامنے سر جھکا دینا ایک مسلمان کی ہار نہیں ہے؛ بلکہ اس کی جیت ہے۔

شریعت کا قانون سراپا رحمت، انسانی فطرت کے مطابق اور انسان کی ضرورتوں سے پوری طرح ہم آہنگ ہے؛ مگر قانون شریعت سے ناواقفیت اور خلاف واقعہ پروپیگنڈوں کی وجہ سے بعض دفعہ لوگ شریعت اسلامی کے بارے میں غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں، افسوس کہ آج کل زیادہ تر ذرائع ابلاغ تعصب پر مبنی پروپیگنڈے کرتے ہیں، حقائق کو چھپاتے ہیں اور جان بوجھ کر غلط فہمیاں پیدا کرتے ہیں، ان حالات میں بہت ضروری ہے کہ ہم قانون شریعت کو سمجھیں، گہرائی سے اس کا مطالعہ کریں، اس کی اہمیت، افادیت اور مصلحت انسانی سے اس کی موافقت کے بارے میں لوگوں کو سمجھائیں؛ کیوں کہ اکثر اعتراضات غلط فہمی کی بناء پر ہوتے ہیں، بورڈ نے اسی مقصد کے لئے ''تفہیم شریعت'' کا مستقل شعبہ قائم کیا ہے، تمام مسلمانوں خاص کر مسلم وغیر مسلم قانون دانوں، میڈیا سے مربوط شخصیتوں اور جدید علم یافتہ نوجوانوں تک شریعت کی حکمت اور مصلحت کو پہنچانا بے حد ضروری ہے، اس کے بغیر ہم تحفظ شریعت کی مہم میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔

امت کی سب سے بڑی طاقت اس کا اتحاد ہے، اس میں شبہ نہیں کہ مسلمانوں کی الگ الگ تنظیں، جماعتیں اور مختلف اعتقادی فقہی مسالک ہیں، ان کے طریقۂ کار اور فکر وعقیدہ میں کچھ اختلاف بھی ہے لیکن زیادہ تر اختلاف رائے کے قبیل سے ہے، اس اختلاف کے مقابلہ امت میں اتحاد کی بنیادیں بہت زیادہ ہیں، اور زندگی کے بیشتر مسائل میں وہ متفق ہیں؛ اس لئے ہمارا فریضہ ہے کہ ہم تحمل کا ثبوت دیں، رائے اور طریقہ کار کے اختلاف کو برداشت کریں، اختلاف کے باوجود اتفاق کے ساتھ رہنا سیکھیں اور امت کے درمیان جو مشترکہ مسائل ہیں، اور وہ پچانوے فیصد سے کم نہیں ہوں گے، ان کے حل کے لئے ہم کاندھے سے کاندھا ملا کر چلیں، اس سے ہندوستان جیسے ملک میں ملت کا وجود اور بقاء متعلق ہے۔

اسلام نے تمام انسانیت کو خدا کا کنبہ قرار دیا ہے، اس کی نظر میں تمام انسان بھائی بھائی ہیں، چاہے وہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں؛ اس لئے ہمیں سماج میں بھائی چارہ پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، شریعت نے ہمیں یہ بھی سکھایا ہے کہ ہم ایک دوسرے کے مذہبی جذبات کا لحاظ رکھیں، ایسی بات یا عمل نہ کریں جو کسی گروہ کے لئے دل آزاری کا باعث ہو، انسانی بنیادوں پر بلا تفریق مذہب ایک دوسرے کے کام آئیں، مصیبت کے وقت ایک دوسرے کی مدد کے لئے اٹھ کھڑے ہوں، اللہ کا شکر ہے کہ پچھلے دنوں کورونا اور اس کے بعد لاک ڈاؤن کے درمیان مسلمانوں نے بہت بڑھ چڑھ کر خدمت خلق کے کاموں میں حصہ لیا، جس کو برادران وطن نے بھی محسوس کیا، اور کسی قدر بخل کے ساتھ ہی سہی میڈیا نے بھی اس کا اعتراف کیا، یہ بہت اہم ہے، دوسری قوموں کے لئے تو یہ ایک انسانی ذمہ داری ہے، لیکن مسلمانوں کے لئے انسانی ذمہ داری ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اسلامی فریضہ بھی ہے، اس پر بہت زیادہ توجہ کی ضرورت ہے ہمیں چاہئے کہ شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے، خوشی اور غم میں اپنے غیر مسلم ہمسایوں کے کام آئیں، شریعت میں پڑوسیوں کے حقوق کو جو اہمیت دی گئی ہے، اس کا لحاظ رکھیں، بلند اخلاقی کے ذریعہ لوگوں کے دلوں کو فتح کریں اور اپنے آپ کو اخلاق نبوی کا نمونہ بنائیں، یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک اسوہ ہے اور یہ ملک میں امن وامان کو قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے۔

پانچ ریاستوں میں انتخابات سے قبل سیاسی سرگرمیاں

مولانا محمد ہاشم قاسمی حیدرآباد

ملک میں آئندہ سال پانچ ریاستوں میں اسمبلی انتخابات ہونے والے ہیں۔ سیاسی جماعتوں کی جانب سے ان کی تیاریوں کا ابھی سے آغاز کر دیا گیا ہے۔ سیاسی سرگرمیوں میں تیزی پیدا ہوگئی ہے اور ہر جماعت اپنے اپنے طور پر عوام سے رجوع ہونے کے منصوبے بنا رہی ہے۔ جو نقائص انہیں اپنے طور پر نظر آ رہے ہیں انہیں دور کرنے کی بھی کوششیں ہو رہی ہیں۔ بی جے پی اور کانگریس دونوں ہی جماعتوں میں تبدیلیاں بھی رونما ہو رہی ہیں۔ بی جے پی نے گجرات میں اپنے چیف منسٹر کو اچانک ہی تبدیل کرنے کا فیصلہ کرلیا تھا۔ پارٹی قیادت کے فیصلے کو قبول کرتے ہوئے وجئے روپانی نے اچانک ہی اپنے استعفے کا اعلان کر دیا اور ان کے جانشین کے طور پر پہلی مرتبہ کے رکن اسمبلی کو ریاست میں عنان حکومت سونپ دی گئی ہے۔ ابھی گجرات کی تبدیلیاں جاری ہی تھیں کہ اچانک ہی پنجاب میں کانگریس کے چیف منسٹر کیپٹن امریندر سنگھ کی تبدیلی عمل میں لائی گئی۔ حالانکہ دونوں جماعتوں نے اپنے اپنے اقتدار والی ریاست میں چیف منسٹر کو تبدیل کیا ہے لیکن ان تبدیلیوں کو بھی انتخابات کی تیاریوں کے نقطہ نظر سے دیکھا جا رہا ہے۔ اتر پردیش، گجرات اتر کھنڈ پنجاب کے بشمول پانچ ریاستوں میں آئندہ سال انتخابات ہونے والے ہیں اور بی جے پی و کانگریس کو اپنی اپنی ریاستوں میں اقتدار بچانے کے چیلنج کا سامنا ہے۔ اتر پردیش میں بی جے پی کیلئے صورتحال آسان نہیں کہی جاسکتی جہاں کورونا بحران میں عوام کو بے تحاشہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ علاوہ ازیں ریاست میں روزگار بھی ایک اہم مسئلہ ہے اور عوام اب بھی غربت کا شکار ہیں۔ وہاں لا اینڈ آرڈر کی صورتحال بھی ابتر ہوتی جا رہی ہے حالانکہ حکومت اس صورتحال پر قابو پا لینے کے دعوے بھی کر رہی ہے۔ مختلف سرویز میں بی جے پی کیلئے مشکل ہونے کا انکشاف ہوا ہے جس کے بعد بی جے پی ریاست میں ایک بار پھر عوامی اہمیت کے حامل اور ترقیاتی مسائل سے توجہ ہٹاتے ہوئے نفرت کی سیاست کرنے لگی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ چیف منسٹر بھی اب فرقہ وارانہ منافرت کو ہوا دینے والے ریمارکس کر رہے ہیں۔ گذشتہ انتخابات میں وزیر اعظم نریندر مودی نے شمشان۔ قبرستان کا ریمارک کیا تھا اس بار چیف منسٹر آدتیہ ناتھ نے ابا جان کا ریمارک کیا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ بی جے پی اتر پردیش میں ایک بار پھر فرقہ وارانہ منافرت کو ہوا دیتے ہوئے اور سماج میں تقسیم کے ذریعہ کامیابی حاصل کرنے کی کوشش کرنے والی ہے۔ اب مختلف الزامات کے تحت مسلمانوں کی گرفتاریوں کا بھی آغاز ہو گیا ہے۔ اس کی مثال مولانا محمد کلیم صدیقی کی گرفتاری ہے جن پر جبرا تبدیلی مذہب کروانے کا الزام عائد کیا گیا ہے۔ بعض گوشوں کو اندیشے ہیں کہ یہ فرقہ وارانہ منافرت کے ایجنڈہ کو ہوا دینے اور سماجی تقسیم کو فروغ دینے کی کوششوں کا نقطہ آغاز ہے اور انتخابات کیلئے وقت قریب ہوتے ہوئے ایسے واقعات میں مزید اضافہ بھی ہو سکتا ہے اور اشتعال انگیز بیانات بھی عام ہو سکتے ہیں۔

گجرات میں گذشتہ انتخابات میں کانگریس نے سخت مزاحمت کی تھی اور بی جے پی تمام تر کوششوں کے باوجود بمشکل تمام ہی اپنا اقتدار بچا پائی تھی۔ مقامی سطح پر کچھ امیدواروں کی سازشوں نے بی جے پی کو اقتدار بچانے میں مدد کی تھی۔ اس بار بھی موقع پرست اور مفاد پرست عناصر کو میدان میں اتارنے اور ووٹ تقسیم کروانے کی سازشیں شروع ہو چکی ہیں۔ کانگریس اپنے طور پر انتخابات کا سامنا کرنے کیلئے تیاری کر رہی ہے تاہم ابھی اس کی تیاریوں کی جھلک دکھائی نہیں دی ہے۔ جہاں تک پنجاب کی بات ہے تو وہاں کانگریس کیلئے مشکلات گذشتہ چند ماہ سے بڑھتی جا رہی تھیں۔ کانگریس نے چیف منسٹر کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے والے نوجوت سنگھ سدھو کو پردیش کانگریس کا صدر بناتے ہوئے حالات کو سنبھالنے کی کوشش کی تھی لیکن ایسا ہوا نہیں اور حالات سدھرنے کی بجائے بگڑتے گئے ہیں۔ ریاست میں چیف منسٹر کے علم واطلاع کے بغیر کانگریس مقننہ پارٹی کے دو اجلاس منعقد کئے گئے تھے اور جب تیسری بار اجلاس منعقد کیا گیا تو امریندر سنگھ نے فیصلہ کرلیا کہ وہ اب مزید ہزیمت برداشت نہیں کرینگے اور چیف منسٹر کے عہدہ سے استعفی پیش کر دیں گے۔ انہوں نے چیف منسٹر کی حیثیت سے نوجوت سدھو کو اب یا مستقبل میں بھی برداشت نہ کرنے کا اعلان کر دیا ہے۔ امریندر سنگھ کے تعلق سے کہا جا رہا ہے کہ بی جے پی پنجاب میں اپنی کمزور حالت کو دیکھتے ہوئے انہیں رجھانے کی کوشش کر سکتی ہے۔ (بقیہ صفحہ ۱۴ پر)

Scanned with CamScanner

ہم معافی نہیں مانگیں گے

بنئے وشوم (انڈین ایکسپریس ۳/ دسمبر ۲۰۲۱) ترجمہ: محمد عادل فریدی

اپوزیشن اس امید کے ساتھ سرمائی اجلاس میں آئی تھی کہ حکومت کم از کم ایک بار تو ہندوستانی شہریوں کی زندگیوں کو متاثر کرنے والے مسائل پر بحث و مباحثے میں حصہ لے کر پارلیمنٹ اور اس کے اخلاقیات کا احترام کرے گی۔ حکومت کی طرف سے منعقدہ روایتی آل پارٹی میٹنگ اور وزیر دفاع راج ناتھ سنگھ کی مختصر تقریر نے اس امید کو جلا بخشی تھی۔

ہم میں سے کچھ لوگوں کو حیرت ہے کہ کیا اتنے اہم کل جماعتی اجلاس کی وزیر اعظم کے نزدیک اتنی بھی اہمیت نہیں تھی کہ وہ اس میں شریک ہو سکتے۔ لیکن اب ہم میں سے زیادہ تر لوگوں کے لیے یہ کوئی حیرت انگیز بات نہیں ہے کیوں کہ اب ہم نے 2014 سے اپنے اجتماعی تجربے سے سیکھا ہے کہ مودی جی کو لگتا ہے کہ پارلیمنٹ اور اس کی کارروائی پر زیادہ توجہ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ ایوان میں ان کی موجودگی اس قدر کم ہے کہ ان کے حاشیہ برداروں کو بھی خوش ہونے اور تالیاں بجانے کا موقع شاذ و نادر ہی مل پاتا ہے۔ کبھی کبھی صاحب عالم کا موڈ ایوان کی زیارت کا ہو جاتا ہے، تو بھگتوں کو مہاراجہ کا جئے کارا لگانے کی سعادت حاصل ہو جاتی ہے اور صاحب عالم کا سینہ تالیوں کی گڑگڑاہٹ سے اور زیادہ چوڑا ہو جاتا ہے۔

سیشن کے پہلے دن کی صبح، وزیر اعظم نے ایک عوامی جلسہ کو خطاب کرتے ہوئے بڑے فخر سے دعویٰ کیا کہ وہ اور ان کی حکومت اپوزیشن کی طرف سے اٹھائے گئے تمام سوالات اور مسائل کا جواب دیں گے۔ مگر ان کا وعدہ کھوکھلا ثابت ہوا۔ حکومت نے اسی دن دونوں ایوانوں میں بغیر کسی بحث کے کسان قوانین (Farm Laws) کی منسوخی کے بل کو منظور کر لیا۔ اس کارروائی کے جواز میں یہ دعویٰ پیش کیا جا سکتا ہے کہ یہاں بحث کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ اپوزیشن کی جانب سے ان قوانین کی منسوخی کا طویل عرصے سے مطالبہ کیا جا رہا تھا۔ لیکن پارلیمانی طریقہ کار کا ہمارا مطالعہ ہمیں بتاتا ہے کہ ایک بار جب کوئی بل ایوان میں پیش کر دیا جاتا ہے تو وہ ایوان کی ملکیت بن جاتا ہے۔ اس لیے اس کو پاس کرنے کے لیے یا منسوخ کرنے کے لیے ایوان کے اراکین سے گفت و شنید اور بحث ضروری ہے۔

اسی اصول پر عمل کرتے ہوئے اپوزیشن نے سختی سے قوانین کی منسوخی کے بل پر بحث و مباحثہ کا مطالبہ کیا۔ لیکن حکومت پر ایوان کے معزز اراکین کے مطالبہ کا کوئی اثر نہ ہوا اور بل کو بغیر کسی بحث کے منظور کر لیا گیا۔ حکومت کے اس رویہ سے ایسا لگتا ہے کہ اس حکومت کا ماننا ہے کہ بلوں کو بحث یا جانچ پڑتال کے بغیر پارلیمنٹ میں منظور کیا جا سکتا ہے، اور انہیں اسی طریقے سے منسوخ بھی کیا جا سکتا ہے۔

کسان مخالف ایکٹ کی منسوخی کے بعد، حکومت نے چالاکی سے ایک نیا منصوبہ بنایا۔ اس میں مجھ سمیت 12 ارکان پارلیمنٹ کو ایوان سے معطل کرنے کی تحریک لائی گئی۔ یہ بالکل غیر معمولی اور نا مناسب بات ہے کہ پچھلے اجلاس کے واقعات کے نام پر موجودہ اجلاس میں تادیبی کارروائی کی جا رہی ہے۔ حکومت اور ان کے ہم نوا اب اس "کمیٹی" کی رپورٹ کی بنیاد پر معطلی کو جائز ٹھہرا رہی ہیں جو 11 اگست 2021 کے واقعات کا جائزہ لینے کے لیے تشکیل دی گئی تھی۔ حالانکہ نہ کسی کو مذکورہ کمیٹی کی کارگزاری معلوم ہوئی، نہ ہی اس کی رپورٹ اور تجاویز سامنے آئیں اور نہ ہی قرارداد میں اس کا کوئی ذکر ملتا ہے۔ یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ کمیٹی موجود ہے، اور اس نے کارروائی کی اور اپنی رپورٹ اور سفارشات پیش کیں، تب بھی انصاف کا تقاضہ یہ تھا کہ جن اراکین پر الزام تھا، ان کی بات سنی جاتی اور انہیں اپنی صفائی پیش کرنے کا موقع دیا جاتا۔ مگر ایک بھی معطل رکن اسمبلی کو سماعت کا موقع نہیں دیا گیا، یہ انصاف کے تمام اصولوں کی خلاف ورزی ہے۔ بی جے پی حکومت کے ذریعہ پارلیمانی طریقوں اور اصولوں کے ساتھ اس طرح کی زیادتی کوئی پہلا واقعہ نہیں ہے۔ بلکہ اب تو انہیں پارلیمانی اخلاقیات اور اصولوں کی دھجیاں اڑانے کی عادت سی پڑ چکی ہے۔ پارلیمنٹ کو قانون سازی کی فیکٹری میں تبدیل کر دیا گیا ہے، جہاں اکثریت کی وحشیانہ طاقت تمام تر اصولوں اور طریقہ کار پر حاوی ہے۔

مانسون سیشن کو پوری حکمت عملی کے ساتھ اپوزیشن کے دروازے پر کھڑا کر دیا گیا ہے، حالانکہ اس کے باوجود سب کچھ بھول کر اپوزیشن نے ہر دستیاب پارلیمانی طریقہ کار کے ذریعے پورے سیشن میں کسان قوانین، قیمتوں میں اضافہ، کووڈ-19 کے دوران ہونے والی بد انتظامی اور ان معاملات میں حکومت کی ناکامی اور پیگاسس (Pegasus) جیسے اہم مسائل پر بحث و مباحثہ کا مطالبہ کیا۔ 11 اگست کو جنرل انشورنس بزنس (نیشنلائزیشن) ترمیمی بل 2021 آیا تھا۔ اگرچہ اصل ایکٹ کا نام نیشنلائزیشن کی بات کرتا ہے، لیکن 2021 کے ترمیمی بل میں پبلک سیکٹر انشورنس کمپنیوں کو ختم کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ اپوزیشن کی طرف سے بل کو سلیکٹ کمیٹی کے پاس بھیجنے کی متعدد درخواستوں کے باوجود حکومت 3 منٹ بل کو بھی کم وقت میں منظور کر لیا۔ یہ ایک سخت اور ظالمانہ بل اور حکومت کا غیر پارلیمانی اقدام تھا جس کی گزشتہ اجلاس کے آخری دن مخالفت کی گئی تھی۔ یہاں 2011 میں اپوزیشن لیڈر کے طور پر آنجہانی ارون جیٹلی کے الفاظ کو نوٹ کرنا ضروری ہے: "پارلیمنٹ کا کام بحث کرنا ہے۔" لیکن کئی حکومت کے ذریعہ بار بار پارلیمنٹ کا استعمال مسائل کو نظر انداز کرنے کے لیے کیا جاتا ہے اور ایسے حالات میں پارلیمنٹ کو روکنا جمہوریت کے حق میں ہے۔ اس لیے پارلیمانی رکاوٹ غیر جمہوری نہیں ہے۔ حکومت آسانی سے اس حقیقت کو بھول جاتی ہے کہ "خلل" صرف اس کی آمرانہ طرز عمل کی وجہ سے ہوا ہے۔ چونکہ معطلی ہو چکی ہے، بہت سے لوگ معذرت اور معافی کے ذریعے معاملے کو حل کرنے کی بات کرتے ہیں۔ لیکن حزب اختلاف کا اجتماعی طور پر یہ خیال ہے کہ معافی مانگنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور اس اقدام پر غور بھی نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ہم کسانوں اور مزدوروں کے ساتھ اظہار یکجہتی اور جمہوریت کی عظیم اقدار کے دفاع کے لیے اور "آتم نر بھر بھارت" (خود کفیل ہندوستان) کی حقیقی روح کے لیے آواز بلند کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ایسی صورتحال میں کوئی بھی غیرت مند سیاسی جماعت یا اس کا کوئی ادنیٰ کارکن بھی کسی قسم کی معافی نہیں مانگے گا۔ یاد رہے، ہم نے اپنی سیاست ساورکر کے اسکول میں نہیں سیکھی ہے۔

ہائپرسونک میزائل: عالمی طاقتوں میں ہتھیاروں کی دوڑ کا سبب بننے والے جدید میزائل کتنے خطرناک ہیں؟

گذشتہ ماہ چین کے آسمان پر راکٹ جیسی کوئی چیز بہت تیز رفتار کے ساتھ اڑتی دیکھی گئی تھی۔ تقریباً پوری زمین کا چکر لگانے کے بعد مبینہ طور پر یہ اپنے ہدف سے تقریباً 40 کلومیٹر پہلے گر گئی۔ ماہرین کے مطابق یہ ایک نئی قسم کا ہائپرسونک میزائل تھا، تاہم چین نے اس کی تردید کی ہے، لیکن یہ بھی سچ ہے کہ آواز کی رفتار سے کئی گنا زیادہ تیزی سے چلنے والے یہ میزائل امریکہ، چین اور روس کے درمیان ہتھیاروں کی دوڑ کا باعث بن چکے ہیں۔ آئیے جانتے ہیں کہ ہائپرسونک میزائل کیا ہیں اور وہ ہمارے لیے کیوں باعثِ تشویش ہو سکتے ہیں؟

آسٹریا کی وزارت دفاع میں کام کر چکے اور یورپی کونسل برائے خارجی امور میں سینیئر پالیسی فیلو ڈاکٹر گستاؤ گریسل کہتے ہیں کہ انجن لگا کر چیزوں کو زیادہ طاقت کے ساتھ دور تک پھینکنے کے قابل ہونے کے احساس نے میزائل ٹیکنالوجی کو جنم دیا، اس تکنیک کو ۱۹۳۰ء کی دہائی میں جرمنی نے مزید بہتر کیا۔ جرمنی نے اس پر کام شروع کیا اور دوسری جنگ عظیم کے خاتمے تک نئے ہتھیار بنا لیے۔ جہاں دریائے پین بحیرہ بالٹک سے ملتا ہے اس کے قریب "پین میونڈے" نامی جگہ پر جرمنی نے دنیا کا پہلا سب سے بڑا اور جدید ترین ہتھیاروں کا تحقیقی مرکز بنایا۔ اس جگہ کا انتخاب اس لیے کیا گیا کیونکہ یہاں 400 کلومیٹر کی ٹیسٹنگ رینج میسر تھی۔ گریسل کہتے ہیں "جرمنی نے دو بالکل مختلف تحقیقی پروگرام ترتیب دیے: "وی ون" اور "وی ٹو" ان کے تحت کم فاصلے تک مار کرنے والے اور طویل فاصلے تک مار کرنے والے میزائل بنائے گئے۔ اور یہ دونوں بالکل مختلف قسم کے ہتھیار تھے۔" انھیں اس زمانے میں "انتقامی ہتھیار" کہا جاتا تھا۔ "وی ون" کو جیٹ انجن کی مدد سے دور تک پھینکا جا سکتا تھا۔ انھیں کروز میزائلوں کی ابتدائی شکل کہا جا سکتا ہے۔ دوسری طرف تیز رفتار "وی ٹو" طویل فاصلے تک مار کرنے والا میزائل تھا۔

سادہ الفاظ میں کہیں تو جرمنی کے یہ دو ہتھیار آج کے کروز اور بیلسٹک میزائل ہیں۔ کروز میزائل زمین کی سطح کے قریب سے پرواز کرتے ہیں اور کم فاصلے تک مار کرتے ہیں، جبکہ بیلسٹک میزائل فضا سے باہر نکل کر ہزاروں کلومیٹر دور ہدف کو نشانہ بنا سکتے ہیں۔ ڈاکٹر لورا گریکو میساچوسٹس انسٹیٹیوٹ آف ٹیکنالوجی میں ریسرچ فیلو ہیں، وہ کہتی ہیں کہ ہدف کو درست طریقے سے نشانہ بنانے اور دشمن سے چھپنے کے لیے میزائل کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہوا میں اپنی حرکت کو کنٹرول کرے۔ جدید ہائپرسونک میزائل ایسا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ہ میزائل نہ صرف روشنی کو منعکس کرتے ہیں بلکہ گرمی بھی پیدا کرتے ہیں حالانکہ حساس سینسرز اُن کا پتہ لگا سکتے ہیں۔ بیلسٹک میزائلوں کا پتہ لگانے کے لیے امریکہ اور روس نے خلا میں انفرا ریڈ سینسرز کے ساتھ سیٹلائٹ سسٹم بنا رکھا ہے۔ گرمی اور روشنی کی وجہ سے انفرا ریڈ سسٹم ان کے پورے راستے کا پتہ لگا سکتا ہے۔ میزائل کی رفتار گرنے سے پہلے کم ہو جاتی ہے اور یہ وہ وقت ہوتا ہے جب یہ ریڈار پر بھی نظر آ سکتے ہیں۔ یہ کہنا غلط ہوگا کہ ہائپرسونک میزائل دشمن کی نظروں سے چھپ سکتے ہیں۔ لیکن یہ میزائل کروز میزائلوں کی ایک بڑی خرابی کو پار کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔

فرانس، انڈیا، جاپان، چین اور آسٹریلیا ہائپرسونک ٹیکنالوجی پر کام کر رہے ہیں، لیکن اس معاملے میں امریکہ، روس اور چین کے پاس جدید ترین ٹیکنالوجی ہے۔ ڈاکٹر مرینا فاوارو انسٹیٹیوٹ فار پیس ریسرچ اینڈ سیکورٹی پالیسی، یونیورسٹی آف ہیمبرگ میں ریسرچ فیلو ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ دنیا کی بڑی طاقتیں ملٹری ٹیکنالوجی کے معاملے میں ایک دوسرے سے آگے رہنے کا مقابلہ کر رہی ہیں۔ عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ میزائل جتنا تیز ہو، اتنا ہی بہتر ہوتا ہے۔ ہتھیار بھی ملک کی عزت کا سوال بن جاتے ہیں۔ ایسا نہیں ہے کہ یہ ممالک بہتر ہتھیار اس لیے بنا رہے ہیں کہ وہ انھیں استعمال کرنا چاہتے ہیں بلکہ وہ دنیا کو دکھانا چاہتے ہیں کہ وہ جدید ہتھیار بنا سکتے ہیں۔ مطلب یہ کہ چین کا حالیہ ہائپرسونک میزائل کا تجربہ یہ دکھانے کی کوشش ہے کہ وہ ٹیکنالوجی کے معاملے میں امریکہ کے برابر ہے۔

سرد جنگ کے دوران امریکہ اور سوویت یونین کے درمیان ایٹمی حملے کے خطرے کو کم کرنے کے لیے کئی معاہدوں پر دستخط کیے گئے تھے۔ ان میں سے بیشتر معاہدوں کی میعاد ختم ہو چکی ہے اور آخری معاہدہ ۲۰۲۶ء میں ختم ہونے والا ہے۔ لیکن امریکہ کا چین کے ساتھ ایسا کوئی معاہدہ نہیں ہے۔

اس وقت نئی میزائل ٹیکنالوجی امریکا اور چین کو جنگ کی طرف دھکیلنے کے بجائے ان کے درمیان کشیدگی کو مزید گہرا کر رہی ہے۔ لیکن یہ صورتحال بدل سکتی ہے۔ یہ خاص قسم کے میزائل دیگر میزائلوں کے مقابلے اپنی رفتار کو کنٹرول کرنے اور راستہ بدلنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ یہ روایتی کروز میزائلوں کے مقابلے میں بہت تیز رفتاری سے چلتے ہیں۔ بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ وہ دشمن کی نظروں سے چھپ سکتے ہیں اور ایک بڑا خطرہ بن سکتے ہیں۔ چین اور امریکہ کے درمیان کشیدگی پہلے ہی اپنے عروج پر ہے اور یہ میزائل اس کشیدگی کو مزید گہرا کر رہے ہیں۔

لیکن نہ تو یہ ٹیکنالوجی حتمی ہے اور نہ ہی یہ دوڑ کبھی ختم ہوتی ہے، ایسے میں ضروری ہے کہ دنیا کی بڑی طاقتیں ایسی صورتحال سے بچنے کی کوشش کریں جہاں تصادم کا امکان ہو۔ (بحوالہ بی بی سی لندن)

Scanned with CamScanner

صحت وتندرستی کی قدر کیجئے

مولانا اشہد رشیدی صاحب مرادآباد

اللہ رب العزت کی انگنت نعمتوں میں سے صحت وتندرستی بھی ایک عظیم نعمت ہے،جس کی قدر وقیمت کو سمجھنے کے لئے کسی ہوسپٹیل کا رخ کیجئے اور دیکھئے کہ ہماری ہی طرح کے انسان مختلف بیماریوں کا شکار ہوکر کیسے بستروں پر پڑے ہوئے ہیں، یہ بھی ہماری طرح چلتے پھرتے، کھاتے پیتے اور ہنستے بولتے تھے مگر جب بیماریوں نے انہیں جکڑ لیا تو ہر چیز ختم ہوگئی اور زندگی ایک بوجھ بن گئی، بیماری کا آنا اور صحت کا منہ موڑ لینا انسان کے اختیار کی چیز نہیں ہے، بلکہ یہ اللہ رب العزت کے قبضہ وقدرت میں ہے،صحت وتندرستی کا مالک بھی وہی ہے اور بیماری وآزادی بھی اسی کے حکم سے آتی ہے،تندرستی کب تک رہے گی اور بیماریاں کب جسم کو کھوکھلا کرنا شروع کریں گی اس کا علم بھی اللہ کے سوا کسی کو نہیں ہے۔

ہم دیکھتے رہتے ہیں کہ وہ لوگ جو اپنی صحت کا بہت خیال رکھتے ہیں،کھانے پینے میں بڑی احتیاط برتتے ہیں،اچانک بیماری کا شکار ہوکر بستر سے جالگتے ہیں،گویا تندرستی عطائے خداوندی ہے،جس کو بقا اور دوام نہیں ہے،اس لئے اس کو غنیمت جان کرنا قدری اور بے راہ روی سے بچنا چاہئے۔

تندرستی کی قدردانی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا کہ بہت سے لوگ صحت منداور تندرست ہونے کے زمانے میں لاپرواہی سے کام لیتے ہوئے خدا کی اس عظیم نعمت کو ضائع کر بیٹھتے ہیں اور پھر بعد میں آنسو بہاتے ہیں جو بے سود ہو جاتا ہے، اس لئے کسی طرح کے دھوکہ میں آنے کے بجائے صحت وتندرستی کے زمانے میں ہر انسان کو دو باتوں کا خیال رکھنا چاہئے،جس نے ان پر توجہ دی وہ اس عطائے خداوندی کی قدردانی کرنے میں کامیاب ہوگیا:

(الف) الاجتهاد في الاعمال: یعنی انسان تندرستی کے زمانہ میں نیکیوں کو انجام دینے،ذکر واذکار کا اہتمام کرنے اور نوافل ومستحبات کو ادا کرنے میں پوری طرح چاق وچوبند ہو، تلاوت، نفلی عبادات وغیرہ کا یومیہ معمول بنا کر روزانہ پابندی کے ساتھ ادا کرتا رہے اور ذہن ودماغ میں اس بات کو بٹھالے کہ صحت وتندرستی کب روٹھ جائے کچھ پتہ نہیں،اس لئے ان ایام کو غنیمت جان کر رب ذوالجلال کی زیادہ سے زیادہ عبادت کروں تاکہ مستقبل میں مجھے اس کا فائدہ مل سکے، چنانچہ نبی کریم علیہ السلام ایک دوسری روایت میں صحت وتندرستی کے زمانہ میں نیکیوں اور عبادات کو انجام دینے کا فائدہ ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ:ایسا شخص جب بیماریوں میں گھر کر کمزور ہوجاتا ہے اور معمولات کو پورا کرنا اس کے لئے ناممکن ہوجاتا ہے تو اللہ رب العزت فرشتے کو حکم دیتا ہے کہ میرے بندے کے نامۂ اعمال میں ان عبادات اور نیکیوں کے اجر وثواب کو برابر درج کرتے رہو جن کو وہ صحت وتندرستی کے زمانہ میں انجام دیا کرتا تھا، ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے نبی کریم علیہ السلام کا یہ فرمان منقول ہے:''جب کوئی بندہ عبادت کے کسی اچھے طریقہ اور معمول کی پابندی کرتا ہے اور پھر بیمار پڑ جاتا ہے تو اس کے ہمراہ رہنے والے فرشتے سے (اللہ کی طرف سے) کہا جاتا ہے کہ اس کی نیکیوں کو اسی طرح لکھو جس طرح صحت کے زمانہ میں لکھا کرتے تھے، یہاں تک کہ میں اس کو دوبارہ تندرستی عطا کردوں یا اپنے پاس بلالوں۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا اظہار غم

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے دین کو نبی کریم علیہ السلام سے براہ راست سیکھا، سمجھا اور پھر زندگی کے ہر شعبے میں امت کے لئے عملی نمونہ پیش کردیا جو ہم سب کے لئے مشعل راہ ہے۔فجزاهم الله تعالىٰ احسن الجزاء۔

چنانچہ حضرت شقیق علیہ الرحمہ بیماری سے متعلق حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ایک واقعہ ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ:ایک دفعہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے ہم لوگ ان کی مزاج پرسی اور عیادت کو گئے، وہ لوگوں سے مل کر رونے لگے،ان کے رونے کو مزاج پرسی کے لئے آنے والوں نے ناپسند کیا اور یہ سمجھا کہ یہ بیماری سے بے تاب ہوکر رو رہے ہیں اور اس پر ملنے والے اجر وثواب پر موصوف کی نظر نہیں ہے۔حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ لوگوں کے ان خیالات کو بھانپ لیا اور فرمایا کہ میں بیماری کی وجہ سے نہیں رو رہا ہوں، کیوں کہ میں نے نبی کریم علیہ السلام کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ بیماریاں تو کفارہ ہوتی ہیں یعنی گناہوں کے مٹنے کا ذریعہ بنتی ہیں، مجھے تو رونا اس بات پر آرہا ہے کہ مجھ کو بیماری نے بڑھاپے کے زمانہ میں اپنا شکار بنایا ہے، جب کہ ضعف ونقاہت کی وجہ سے بہت سے اعمال پہلے ہی چھوٹ گئے تھے، کاش کہ یہ بیماری اس زمانہ میں لگتی، جب میں عبادات اور معمولات کو پورے طور پر زیادہ سے زیادہ انجام دیا کرتا تھا، کیوں کہ بندہ کے نامہ اعمال میں بیماری کے زمانہ میں بھی ان نیکیوں کا اجر وثواب لکھا جاتا رہتا ہے،جن کو وہ بیماری سے پہلے انجام دیا کرتا تھا۔

(ب)''اَلاِجْتِنَابُ عَنِ الْمَعَاصِیْ'': ۔یعنی انسان تندرستی اور طاقت وقوت کے زمانے میں گناہوں کے ارتکاب سے اپنے آپ کو بچائے، خدا کی نافرمانی سے دور رہے، آنکھ، کان، زبان اور ہاتھ پیروں کے گناہوں سے باز رہنے کی بھرپور کوشش کرے، کیوں کہ طاقت وقوت کے زمانہ میں جب کہ خون میں گرمی ہوتی ہے اور جوش وخروش زیادہ ہوتا ہے، اس وقت انسان کا معاصی اور گناہوں سے بچنا خدا کو نہایت پسندیدہ ومحبوب ہے، چنانچہ ایک روایت میں نبی کریم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میدان حشر میں ہر انسان سے پانچ سوالات ہوں گے، ان میں سے دوسرا سوال جوانی سے متعلق ہوگا، جس میں اللہ رب العزت بندوں سے پوچھے گا کہ بتاؤ تم نے اپنی جوانی (طاقت وقوت اور صحت وتندرستی) کا زمانہ کن کاموں میں صرف کیا، گناہوں میں بتایا یا اللہ کی اطاعت وفرمابرداری میں صرف کیا؟ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم: "لاتزال قدما ابن آدم يوم القيامة حتى يسأل عن خمس: عن حياته فيما أفناه، وعن شبابه فيما أبلاه الخ" ''ابن آدم قیامت کے روز پانچ سوال کا جواب دیئے بغیر اپنی جگہ سے ہل نہیں پائیں گے (۱) زندگی کیسی گذاری؟ (۲) جوانی کن کاموں میں صرف کی؟

آج کل صحت وتندرستی کی نعمت جن کو میسر ہے وہ دنیا کو کمانے، گھومنے پھرنے اور کھیل کود میں اتنے مصروف ہیں کہ ذہن ودماغ سے بیماری اور آخرت کا تصور ہی نکل گیا ہے، ان کی تمام تر تگ ودو صرف دنیا کے ختم ہونے والے مختصر سے فائدے تک محدود ہے، مرنے کے بعد کی زندگی کا کوئی خیال وفکر ان کے ذہن میں نہیں ہے، اسی لئے ایک حدیث میں فرمایا گیا کہ دو نعمتیں ایسی ہیں کہ ان میں بہت سے لوگ نقصان اور ٹوٹے میں رہ جاتے ہیں (۱) صحت وتندرستی (۲) فرصت وفراغت۔

(۲) والفراغ :۔مذکورہ بالا روایت میں نبی کریم علیہ السلام دوسری اس نعمت کا تذکرہ کرتے ہوئے جس میں عام طور پر لوگ خسارے اور ٹوٹے میں رہتے ہیں، ارشاد فرماتے ہیں کہ فارغ البالی اور ذمہ داریوں کا نہ ہونا نیز فرصت کے لمحات کا میسر آجانا رب ذوالجلال کی وہ نعمت ہے جس کو عام طور پر لوگ ضائع کردیتے ہیں اور اس سے پورے طور پر فیضیاب نہیں ہو پاتے ہیں، زندگی کا ایک ایک لمحہ بڑا قیمتی ہے، انسان جو کچھ بھی اچھائی اور برائی دنیا میں کرے گا قیامت کے دن اس کا بدلہ پائے گا، عام طور پر فراغت کے ایام میں دین سے جڑا ہوا آدمی یہ سوچتا ہے کہ آج کل فرصت ہے، قرآن کریم کی تلاوت کرلی جائے، نوافل کا اہتمام کیا جائے، دین کی خدمت میں حصہ لیا جائے، پھر شیطانی وسوسے اسے گھیرتے ہیں اور وہ آج سے کل پر کل سے پرسوں پر ٹالتا رہتا ہے، یہاں تک کہ مختلف مصروفیات اس کو آگھیرتی ہیں اور پھر چاہنے کے باوجود وہ کچھ بھی نہیں کرپاتا ہے۔

آج کل بددینی کا حال یہ ہے کہ جن لوگوں کو رب ذوالجلال نے معاشی طور پر فارغ البالی عطا کی ہے وہ صبح سے شام تک الٹی سیدھی بکواس کرنے، محفل جمانے اور ایک دوسرے کی ٹانگ کھینچنے میں مصروف رہتے ہیں، گویا وقت کا فارغ ہونا اور ذمہ داریوں کے بوجھ سے آزاد ہونا ان کے لئے گناہوں میں اضافہ کا سبب بن رہا ہے، یہ نعمت ان کے حق میں رحمت کے بجائے زحمت بن رہی ہے اور ان کو اس کا ذرہ برابر بھی احساس نہیں ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو مذکورہ بالا روایت کے ذریعہ اس بات کی تاکید فرمارہے ہیں کہ اگر خدا نے تم کو صحت وتندرستی اور فرصت وفراغت دی ہے تو ان نعمتوں کو ضائع نہ کرو، بلکہ ان کا صحیح استعمال کرتے ہوئے زیادہ سے زیادہ نیکیاں کرو، تاکہ دنیا وآخرت دونوں جہاں میں تم کو اس کا فائدہ حاصل ہوسکے۔اللہ رب العزت ساری امت کو نبی کریم علیہ السلام کی ان تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق نصیب فرمائے۔(آمین) وصلى الله على النبى الكريم

بقیہ :پانچ ریاستوں میں انتخابات ---۔جہاں تک امریندر سنگھ کا سوال ہے انہوں نے بھی چیف منسٹر کے عہدہ سے استعفی پیش کرنے کے بعد کہا تھا کہ ان کے سامنے کئی امکانات ہیں اور وہ ان میں کسی کا بھی استعمال موقع اور وقت کے مطابق کریں گے۔اس طرح انہوں نے اپنے لئے راستے کھلے رہنے کی بات کہی ہے۔یہ اشارہ کانگریس کیلئے انتخابات میں مشکل صورتحال پیدا کرسکتا ہے۔خاص طور پر ایسے حالات میں جبکہ عام آدمی پارٹی ریاست میں اپنے آپ کو منوانے اور کانگریس کو متبادل کے طور پر پیش کرنے کی تمام تر کوشش کررہی ہے اور انتخابات میں ایڑی چوٹی کا زور لگانے کیلئے تیار ہے۔کانگریس کیلئے اب بھی وقت ہے کہ پنجاب کی صورتحال کو قابو میں کرلے۔ کوئی ایسا فارمولا تیار کرلے جس سے جہاں سدھو اور امریندر سنگھ کے اختلافات کو دور کیا جاسکے وہیں انتخابات میں پارٹی کے امکانات کو متاثر ہونے سے بچایا جاسکے۔حالانکہ شرونی اکالی دل۔بی جے پی اتحاد کے ٹوٹنے سے کانگریس کیلئے زیادہ مشکل درپیش ہونے کے امکانات نہیں تھے لیکن ایسے میں عام آدمی پارٹی کی انتخابی تیاریوں سے کانگریس کیلئے مسائل پیدا ہوسکتے ہیں۔خاص طور پر اس لئے کیونکہ کانگریس میں خود اختلافات ہیں اور اگر ان کو ختم نہیں کیا گیا تو اس سے اپوزیشن کو فائدہ ہوسکتا ہے۔

نہ صرف پنجاب بلکہ چھتیس گڑھ میں بھی کانگریس کیلئے مشکلات پیدا ہوتی جارہی ہیں۔وہاں بھی ریاست کے ایک وزیر نے چیف منسٹر بننے کی دعویداری پیش کردی ہے۔ان کا دعوی ہے کہ 2018 ہی میں ان سے وعدہ کیا گیا تھا کہ ابتداء میں بھوپیش باگھیل کے بعد انہیں چیف منسٹر کی ذمہ داری سونپی جائے گی۔وہ اس کیلئے پارٹی قیادت پر دباؤ بنانے کی حکمت عملی اختیار کررہے ہیں اور انہوں نے اپنے مطالبہ میں شدت پیدا کردی ہے۔چھتیس گڑھ میں بھی اسمبلی انتخابات کیلئے زیادہ وقت نہیں رہ گیا ہے۔کانگریس اور بی جے پی دونوں نے اپنے اپنے ایک ایک چیف منسٹر کو تبدیل تو کردیا ہے لیکن اس تبدیلی سے بھی ان کیلئے حالات پوری طرح سازگار نہیں ہوئے۔کئی ریاستی یونٹوں میں ان کیلئے مسائل موجود ہیں اور یہ جماعتیں اپنے اپنے انداز میں ان مسائل کو حل کرنے کی کوشش کررہی ہیں۔بی جے پی نے خاص طور پر اتر پردیش پر ساری توجہ مرکوز کردی ہے کیونکہ بی جے پی کو احساس ہے کہ اتر پردیش میں اگر اسے شکست ہوتی ہے تو اس کا اثر راست طور پر آئندہ عام انتخابات پر ہوسکتا ہے۔اس کیلئے بی جے پی ہر ہتھکنڈہ اختیار کررہی ہے۔ ریاست میں چیف منسٹر کو تبدیل کرنا بی جے پی کیلئے آسان نہیں ہے اسی لئے وہ دوسرے راستے تلاش کرنے میں مصروف ہے۔کانگریس پارٹی کیلئے اتر پردیش میں اپنے وجود کا احساس دلانا اہمیت کا حامل ہوگا۔خاص طور پر اس لئے کیونکہ پارٹی نے پرینکا گاندھی واڈرا کو ریاستی امور کی ذمہ داری دیتے ہوئے جنرل سکریٹری بنایا ہے۔

پرینکا گاندھی ابھی اتر پردیش کیلئے اتنا وقت نہیں دے پائی ہیں جتنا انہیں دینا چاہئے تھا۔وہ وقفہ وقفہ سے ریاست کا دورہ کرتے ہوئے اپنے وجود کا احساس دلارہی ہیں لیکن ان کی یہ پارٹ ٹائم ڈیوٹی ریاست میں پارٹی کیلئے معاون ثابت نہیں ہوگی۔انہیں اگر پارٹی کے سیاسی وجود کو منوانا ہے تو ابھی سے پوری طرح سرگرم ہونے کی ضرورت ہے۔بی جے پی اقتدار میں رہتے ہوئے ابھی سے تیاریاں شروع کرچکی ہیں تو کانگریس کسی تن آسانی سے کام لینے کی متحمل نہیں ہوسکتی۔گجرات کیلئے بھی کانگریس ایک خصوصی منصوبہ تیار کرنے کی کوشش کررہی ہے۔کچھ قائدین کو پارٹی صفوں میں شامل کرتے ہوئے نوجوانوں کو ایک پیام دینا چاہتی ہے۔کنہیا کمار کے تعلق سے بھی کہا جارہا ہے کہ وہ کانگریس میں شامل ہوسکتے ہیں۔غرض یہ کہ آئندہ سال کے اسمبلی انتخابات سے قبل ہر سیاسی جماعت اپنی تیاریوں میں مصروف ہوچکی ہے اور قومی سطح پر بھی سیاسی سرگرمیوں میں اچانک ہی تیزی محسوس کی جارہی ہے۔

Scanned with CamScanner

طب وسائنس

سردیوں میں کھجور کے فوائد

کھجور کے بہت سے طبی فائدے ہیں یہ انتہائی اعلیٰ غذائی اجزاء رکھنے والا پھل ہے ۔گلوکوز اور فرکٹوز کی صورت میں قدرتی شکر مہیا کرتی ہے ۔ یہ شکر جسم میں فوراً جذب ہوجاتی ہے ۔اس کی گٹھلی کو بھون کر سفوف بنالیتے ہیں ۔اس سفوف سے کافی جیسا مشروب تیار کیا جاتا ہے ۔اس کا نام ڈیٹ کافی ہے ۔کھجور میں پائے جانے والے طبی اجزاء انتڑیوں کے مسائل کا عمدہ حل ہیں ۔روسی ماہرین کا کہنا ہے کہ کھجور کا آزادانہ استعمال پیٹ اور انتڑیوں کے کیڑوں کو پیدا ہونے سے روکتا ہے اور ساتھ انتڑیوں میں مفید بیکٹر یا کے اجتماعات بنانے میں مدد دیتا ہے ۔کمزور دل کیلئے کھجور کا پانی بڑا موثر علاج ہے ۔رات بھر پانی میں بھگوئی ہوئی کھجوریں اگلی صبح گٹھلیاں نکال کر اس پانی میں کچل کر ہفتہ میں کم از کم دو دفعہ استعمال کرنا دل کو بہت تقویت دیتا ہے ۔

بچوں کے دانت نکلنے کے دنوں میں ایک کھجور اگر بچے کے ہاتھ کے ساتھ باندھ دی جائے اور اسے چوسنے دی جائے تو مسوڑھے سخت ہوجاتے ہیں اور دانت آسانی سے نکل آتے ہیں ۔کھجور اور شہد کا معجون دانت نکلنے کے دنوں میں بچوں کو دیا جائے تو اسہال اور پیچش سے تحفظ ملتا ہے ۔اسے دن میں تین بار چٹانا چاہیے ۔کھجور ایک نرم غذا ہے اس کا استعمال قبض کا موثر تدارک ہے ۔موثر جلاب کی تاثیر حاصل کرنے کیلئے مٹھی بھر کھجوریں رات کو پانی میں بھگو دی جائیں ۔اگلی صبح ان کو اچھی طرح ملا کر شربت بنالیا جاتا ہے ۔یہ شربت پینے سے اجابت جلاب کی مانند ہوتی ہے ۔

صاف ستھری کھجوریں کھائیں : بہتر اور صاف ستھری کھجور تناول کرنی چاہیے ۔اس کی لیسدار سطح پر مٹی اور دیگر آلودگیاں چمٹ جاتی ہیں اس لیے کھانے سے پہلے کھجور کو صاف پانی سے دھولینا چاہیے ۔خریدتے وقت دیکھ لینا چاہیے کہ اس کی محفوظ پیکنگ ہوئی ہے ۔کئی بیچنے والے بغیر ڈھانپے ' کھلے بندوں ریڑھیوں پر لگائے ہوتے ہیں جس سے کھجور آلودہ ہوجاتی ہے ۔بعض لوگ اسے دودھ کیساتھ بھی کھاتے ہیں جس سے زبردست غذائی افادیت پیدا ہوتی ہے ۔

بعض لوگ اس کی گٹھلی نکال کر اس میں مکھن بھر کر کھاتے ہیں ۔ چکنائی حاصل کرنے کا یہ سائنسی طریقہ ہے ۔اسے مختلف پکوانوں کی صورت میں بھی استعمال کیا جاتا ہے ۔بس صاف ستھری کھجوریں مفید ثابت ہوسکتی ہیں ۔اہلِ عرب کھجور اور آب زم زم کا خوب استعمال کرتے ہیں جو غذائیت کیلئے عظیم نعمتیں ہیں ۔اللہ تعالیٰ نے مختلف اشجار' پودوں اور جڑی بوٹیوں میں جانداروں کیلئے بڑے بڑے فائدے جمع کر رکھے ہیں ۔جو ان کی صحت کیلئے بہت کارآمد ہیں ۔انسان خصوصاً بڑا خطا کار ہے مگر خالق کائنات بڑا رحیم وکریم ہے ۔

سردیوں میں کھجور کھانے کے 8 فوائد

اگرچہ لوگوں میں یہ خیال پھیلا ہوا ہے کہ ہر میٹھا ذائقہ رکھنے والی چیز غیر صحت مند ہوتی ہے ۔ تاہم گلوکوز سے بھرپور ایک خشک پھل ایسا بھی ہے جو صحت کے لیے انتہائی مفید ہے ۔ کھجور کے اندر صحت کے لیے کئی ایسے فوائد ہیں جو خاص طور پر موسم سرما میں کھانے سے انسان کو بہت سے امراض سے محفوظ رکھتا ہے ۔اگر آپ موسم سرما میں صحت کے حوالے سے مختلف مسائل مثلاً نزلہ ،ٹھنڈ، جوڑوں کے درد، الرجی اور فلو کا شکار رہتے ہیں تو آپ کو لازمی طور کھجور کا استعمال کرنا چاہیے ۔صحت کے امور سے متعلق ویب سائٹ "بولڈ اسکائی" پر کھجور کے آٹھ ایسے فوائد پیش کیے گئے ہیں جن کو جان کر آپ سردیوں میں کھجور کھانے پر مجبور ہوجائیں گے :

1 – **جسمانی حرارت** : کھجور کے ریشے ،فولاد ، کیلشیئم ،وٹامن اور میگنیشیئم کا اچھا ذریعہ شمار کیا جاتا ہے اور یہ سب عناصر سردیوں میں انسانی جسم کو گرم رکھنے میں مدد دیتے ہیں ۔

2 – **ٹھنڈ کے اثر اور نزلے کا علاج** : اگر آپ ٹھنڈ کے اثر سے نزلے میں مبتلا ہیں تو آپ دو سے تین کھجوریں ، دو عدد چھوٹی الائچی اور چند ٹکڑے لال مرچ کو لے کر گرم پانی میں ڈال کر کچھ دیر اُبال لیں اور پھر چھان کر سونے سے پہلے اسے مشروب کے طور پر استعمال کریں ۔

3 – **دمے کا علاج** : کھجور کے ذریعے دمے اور سانس سے متعلق دیگر الرجیوں کا بھی علاج ممکن ہے ،جن کا شمار سردیوں کے موسم میں پھیلے عمومی عام مسائل میں ہوتا ہے ۔اس مقصد کے لیے روزانہ صبح اور شام کھجور کے ایک یا دو دانے پابندی سے کھانا چاہئے ۔

4 – **جسم کو طاقت دینا** : کھجور میں موجود قدرتی شکر انسانی جسم کو فوری توانائی دینے میں مددگار ہوتی ہے ۔

5 – **قبض کا علاج** : چوں کہ کھجور ریشے سے بھرپور ہوتی ہے لہذا اسے رات بھر پانی میں بھگو کر صبح اس کو Blender میں پیس لیں اور نہار منہ پی لیں ۔ یہ عمل قبض کے علاج میں بہت مفید ثابت ہوگا ۔

6 – **دل کی صحت کا تحفظ** : ریشے سے بھرپور ہونے کے پیشِ نظر کھجور دل کی صحت کی حفاظت کرتی ہے ۔ یہ دل کی دھڑکن کی رفتار اعتدال اور کنٹرول میں رکھتی ہے ۔اس کے علاوہ دل کے دوروں کے خطرات سے بھی بچاتی ہے ۔

7 – **جوڑوں کے درد میں کمی** : کھجور انسان کے جوڑوں کے درد اور سوجن کی تکلیف میں کمی کرتی ہے بالخصوص سردیوں کے موسم میں جب کہ یہ مسئلہ بکثرت پھیلا ہوتا ہے ۔

8 – **بلند فشارِ خون کو کم کرنا** : کھجور میں موجود میگنیشیئم اور پوٹاشیئم بلند فشار خون کو کم کرنے کے لیے قدرتی عامل ہیں ۔اس واسطے روزانہ 5 سے 6 کھجوریں کھانے کی ہدایت کی جاتی ہے ۔

ہفتۂ رفتہ — راشد العزیری ندوی

فقہ مقارن پر سمینار

اسلامک فقہ اکیڈمی دہلی کے زیر اہتمام ادارہ دعوۃ الحق مادھوپور سلطان پور وایا رونی سید پور ضلع سیتامڑھی کے زیر انتظام گذشتہ ۲۶، ۲۷/نومبر ۲۰۲۱ء بروز جمعہ سنیچر "ہندوستان کی دینی جامعات میں فقہ مقارن کی تعلیم :ضرورت واہمیت کے عنوان پر ایک دو روزہ سمینار کا انعقاد کیا گیا ، افتتاحی اجلاس کی صدارت اسلامک فقہ اکیڈمی کے جنرل سکریٹری حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی نے فرمائی ، جب کہ کلیدی خطاب مولانا عتیق احمد بستوی اور خطبہ استقبالیہ مفتی ثمین اشرف قاسمی خلیفہ ومجاز حضرت مولانا ذوالفقار صاحب نقشبندی نے پیش کیا ،مولانا عبید اللہ اسعدی شیخ الحدیث جامعہ عربیہ ہتوڑہ باندہ اور مولانا زین اشرف ندوی نے بھی خطاب فرمایا ،شکریہ کی تجویز مولانا لبیب اشرف قاسمی مہتمم ادارہ دعوۃ الحق نے پیش کی ، مقالات کی پہلی نشست میں نائب ناظم امارت شرعیہ مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نے اپنا مقالہ الفقہ الاسلامی وادلتہ – ایک تعارف کے عنوان سے پیش کیا جسے علماء نے پسند کیا ، اس موقع پر مفتی ثناء الہدیٰ قاسمی کی کتاب نئے مسائل کے شرعی احکام جلد اول کے عربی ایڈیشن کا اجراء مفتی ثمین اشرف قاسمی امام مصلی الجثو ر دبئی کے دست مبارک سے ہوا ، سمینار کے مقالہ نگاروں کی خدمت میں اسے ہدیۂ پیش کیا گیا ، سمینار میں مختلف مدارس اور جامعات کے ارباب افتاء وفقہاء نے شرکت کی ، جن میں اسلامک فقہ اکیڈمی کے ذمہ دار اصحاب کے علاوہ مولانا اختر امام عادل قاسمی ، مولانا مفتی خالد حسین نیموی ، قاضی محمد عمران قاسمی ، مولانا منور سلطان ندوی ، مولانا روح الامین قاسمی ، مولانا اظہار الحق قاسمی وغیرہ نے شرکت کی ۔

تفہیم شریعت کانفرنس

آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی تحریک پر ادارہ سبیل الشریعہ آواپور شاہ پور سیتامڑھی میں گذشتہ ۲۵/نومبر ۲۰۲۱ء کو تفہیم شریعت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا ، جس میں بڑی تعداد میں علماء ومشائخ نے شرکت کی کلیدی خطاب آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کے جنرل سکریٹری حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی کا ہوا ، کانفرنس سے حضرت مولانا مفتی عبید اللہ اسعدی ، حضرت مولانا عبد المنان قاسمی ، حضرت مولانا اظہار الحق مظاہری ، ڈاکٹر ساجد علی خان ، قاضی محمد عمران قاسمی وغیرہ نے خطاب کیا ، اس موقع پر نائب ناظم امارت شرعیہ مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نے اپنے پیغام میں قرآنی معاشرہ کی تشکیل پر زور دیا اور بتایا کہ سماجی برائیوں کے دور کیے بغیر اچھے سماج اور معاشرہ کو وجود میں نہیں لایا جاسکتا ، نائب ناظم صاحب کا پیغام مولانا قمر عالم ندوی نے پڑھ کر سنایا اور حاضرین تک اس کی مطبوعہ کاپی پہونچائی گئی ، اس موقع سے مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی کی تین اہم کتابیں نئے مسائل کے شرعی احکام جلد دوم ، دعوت فکر وعمل اور حرف حرف زندگی شرکاء کو مفت فراہم کرائی گئی ، مفتی صاحب کا ایک فولڈر "بیٹی بچاؤ" اور مولانا خالد سیف اللہ رحمانی دامت برکاتہم کے تفہیم شریعت سے متعلق رسائل جس کی تلخیص فولڈر کی شکل میں مولانا محمد انوار اللہ فلک صاحب نے کی تھی مطبوعہ شکل میں بانٹی گئی ، اس موقع سے سادہ نکاح کے عملی مظاہرے کے طور پر مولانا امداد اللہ کا نکاح ہوا ، اور مولانا محمد انوار اللہ فلک صاحب کے صاحب زادے ابرار غازی کے لئے قرآن کی تکمیل پر دعاء کی گئی ، پروگرام کے دوسرے دن مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی نے ابرار غازی کے سر پر دستار باندھی ، فضیلت قرآن اور اجتماعی زندگی کے تقاضے پر بصیرت افروز خطاب فرمایا ، مفتی ابوبکر قاسمی استاذ مدرسہ اسلامیہ شکر پور بھروارہ کی دعا پر مجلس اختتام پذیر ہوئی ۔

زمین داخل خارج ترمیمی بل اسمبلی میں منظور

ریونیو اور لینڈ ریفارم کے وزیر رام سورت رائے نے اسمبلی میں لنچ بریک کی کارروائی کے دوران بہار زمین داخل – خارج ترمیمی بل 2021 کی منظوری کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا کہ زیادہ تر زمینی تنازعات کی جڑ پلاٹوں کی عدم فائلنگ ہے ۔انہوں نے کہا کہ فائلنگ مسترد ہونے کے بعد بھی ایک ہی خاندان کے مختلف افراد کو زمین کا اگلا ٹکڑا مل جاتا ہے ، جو کہ بہت مہنگا ہے ، بار بار بیچ دیا جاتا ہے ، جس سے تنازعات پیدا ہوتے ہیں ۔مسٹر رائے نے کہا کہ اس بل کے نافذ ہونے سے ایک ہی پلاٹ کو کئی بار بیچنے کے معاملات ختم ہوجائیں گے ۔انہوں نے کہا کہ بل کی شق کے مطابق داخل خارج کے لیے پلاٹ کا ایک حصہ درکار ہوگا ۔ پلاٹ اور اس کا نقشہ آن لائن دستیاب ہوگا ۔اس کے ذریعے یہ دیکھا جاسکتا ہے کہ پلاٹ کے کس حصے کا مالک کون ہے ۔وزیر نے ایک جائزے کا حوالہ دیا کہ تھانوں تک پہنچنے والے زمینی تنازعات میں سے 50 سے 60 فیصد پلاٹوں کی داخل خارج ہونے کی وجہ سے ہوتے ہیں ۔انہوں نے کہا کہ پلاٹوں اور نقشوں میں تبدیلی کی نئی شق سے زمین کے تنازعات میں نمایاں کمی آئے گی ۔انہوں نے ایوان کے تمام ممبران سے بھی اپیل کی کہ وہ اپنے پلاٹوں کو فائل کر کے مسترد کر دیں ۔اس کے بعد بہار لینڈ داخل – خارج ترمیمی بل 2021 کو ایوان میں پاس کیا گیا ۔(یو این آئی)

مسلم نوجوانوں پر این ایس اے کے تحت الزامات بے بنیاد، ہائی کورٹ نے انتظامیہ کو پھٹکارا

ہائی کورٹ کی ایک ڈویژن بنچ نے اتر پردیش کے مؤضلع میں چھ CAA مخالف مسلم مظاہرین کے خلاف قومی سلامتی ایکٹ (NSA) کے تحت لگائے گئے الزامات کو مسترد کردیا ، اور انتظامیہ کے NSA کے احکامات کو "غیر قانونی" قرار دیا ۔جسٹس سادھنا رانی اور سنیتا اگروال کی بنچ نے مشاہدہ کیا کہ حکومت این ایس اے کی لازمی دفعات کی تعمیل کرنے اور ان تمام چھ قیدیوں کے خلاف این ایس اے کے الزامات لگانے کے لیے متعلقہ مواد فراہم کرنے میں ناکام رہی ۔اس طرح یہ واضح ہے کہ حراستی اتھارٹی کی طرف سے ریکارڈ کیا گیا اطمینان اس کے آزاد ذہن کے استعمال کے ذریعہ مقصدی معیار پر مبنی نہیں تھا ۔نظر بندی کے حکم کو منظور کرنے کے فیصلے پر اثر انداز ہونے کے لیے حراستی اتھارٹی کے سامنے رکھے گئے مواد میں غیر موجود اور غلط فہمی کی بنیاد کو شامل کرنا نظر بندی کے حکم کو باطل کردے گا ۔حراستی اتھارٹی کے ذریعہ فراہم کردہ معلومات کی تصدیق کے بغیر اطمینان کو ریکارڈ کرنے میں فیصلہ سازی کے عمل میں خامی پورے عمل کو غیر قانونی بنادیتی ہے ، الہ آباد ہائی کورٹ نے نظر بندی کے احکامات کو منسوخ کرتے ہوئے مشاہدہ کیا ۔

Volume:61/71,Issue:48 R.N.I.N. Delhi Regd. No.BIHURD/4136/61Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

Scanned with CamScanner

گنگناتا جا رہا تھا اک فقیر
دھوپ رہتی ہے نہ سایہ دیر تک (نواز دیوبندی)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND
NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF, PATNA-801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-21-23
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

زرعی قوانین کی واپسی کا فیصلہ سیاسی مجبوری

عادل فراز

کسانوں نے ایک سال تک زرعی قوانین کے خلاف جس عزم و حوصلے کے ساتھ تحریک جاری رکھی وہ آزاد ہندوستان کی تاریخ کا اہم ورق ہے۔اس تحریک کی کامیابی میں کسان رہنماؤں کا سیاسی شعور کارفرما رہا،ورنہ منظم سرکاری پروپیگنڈے اور میڈیا ٹرائل کے سامنے میدان عمل میں استقلال کا مظاہرہ کرنا آسان نہیں تھا۔اس ایک سال کے دوران کسانوں نے ہر طرح کی ذہنی و جسمانی اذیتیں برداشت کیں۔ان کی وطن پرستی کو زیر سوال لایا گیا۔انہیں غدار اور خالصتانی کہا گیا۔وزیر اعظم نریندر مودی سے لیکر بی جے پی کے چھوٹے موٹے رضا کاروں اور گودی میڈیا کے ہر چینل نے ان کے مسائل کو سمجھنے کے بجائے،وطن کے تئیں ان کی نیک نیتی پر سوال اٹھائے۔تحریک کو دبانے اور کچلنے کے لیے ان کی راہ میں لوہے کی کیلیں بچھائی گئیں۔ان کے دہلی میں داخلے کی راہیں بند کردی گئیں۔سڑکوں کے بیچوں بیچ گہری کھائیاں کھودی گئیں۔ان کے احتجاج میں شر پسندوں کو داخل کر کے فساد کرانے کی کوشش کی گئی۔اور بھی نہ جانے کتنے ایسے حربے اختیار کیے گئے جس سے کسان تحریک کو ختم یا بدنام کیا جاسکے،مگر کسانوں کے عزم و حوصلے کے آگے تمام سرکاری وغیر سرکاری پروپیگنڈوں کو شکست نصیب ہوئی۔کسانوں نے یہ ثابت کردیا کہ بی جے پی کی انانیت اور وزیر اعظم کی مصلحت آمیز خاموشی کو صبر و تحمل اور سیاسی شعور کے ساتھ ہرایا جاسکتا ہے۔

بالآخر 19 نومبر 2021 کو گرونانک جینتی کے موقع پر وزیر اعظم نریندر مودی نے زرعی قوانین کی واپسی کا اعلان کردیا۔اس کے بعد ۲۹ر نومبر کو وزیر زراعت نے زرعی قوانین منسوخی کا بل لوک سبھا میں پیش کرتے ہوئے قومی سطح پر اپنی ہار کو تسلیم کرلیا۔ظاہر ہے کہ وزیر اعظم نے گرونانک جینتی کے موقع پر زرعی قوانین کی واپسی کا اعلان سیاسی مفاد کے پیش نظر کیا تھا تاکہ ہریانہ اور پنجاب کے کسانوں کے غم و غصے کو کم کیا جاسکے۔مگر اس بار وزیر اعظم کا ہر پانسہ الٹا پڑ گیا۔کسانوں نے زرعی قوانین کی واپسی کے فیصلے کو بہت سنجیدگی سے نہیں لیا اور نہ اس فیصلے کے بعد بے پناہ خوشی کا اظہار کیا گیا۔کیونکہ کسان گذشتہ ایک سال سے حکومت کے آمرانہ روّیے کو جھیلتے آرہے تھے۔اس دوران سیکڑوں کسانوں کی جان چلی گئی۔کھیتیاں تباہ ہوگئیں۔گھروں میں ویرانی پسری ہوئی ہے۔منڈیوں میں فصلوں کے خریدار نہیں مل رہے ہیں۔مہنگائی کے لیے کسان تحریک کو ذمہ دار ٹھہرایا گیا۔اور بھی نہ جانے کتنے ایسے مسائل ہیں جنہیں کسانوں نے ہنسی خوشی برداشت کیا کیونکہ وہ عزم محکم اور مضبوط لائحۂ عمل کے ساتھ میدان میں اترے تھے۔گرونانک جینتی پر وزیر اعظم نے پنجاب اور ہریانہ کے کسانوں کو لبھانے کی بھر پور کوشش کی مگر کسان رہنماؤں نے تحریک جاری رکھنے کا انتباہ دیتے ہوئے بی جے پی کی سیاسی حکمت عملی کو ناکام بنادیا۔کسانوں نے دیگر مطالبات دہرائے جن پر وزیر اعظم نے ابھی تک کسی ردعمل کا اظہار نہیں کیا ہے۔ان مطالبات میں 'ایم ایس پی' سب سے اہم مطالبہ ہے۔ظاہر ہے بغیر 'ایم ایس پی' کے کسانوں کی فصلیں کوڑیوں کے بھاؤ خریدی جاتی ہیں اس لیے یہ مطالبہ زرعی قوانین کے مقابلے میں کم نہیں سمجھا جاسکتا۔کسانوں کے خون پسینے کی محنت کے ساتھ منڈیوں میں کس طرح کھلواڑ کیا گیا یہ حقیقت کسی سے مخفی نہیں ہے۔کسان کو زرعی قوانین کی منسوخی سے زیادہ 'ایم ایس پی' کی ضرورت ہے تاکہ انہیں فصلوں کی صحیح قیمت مل سکے۔

کسان تحریک کی کامیابی کا اہم راز کسان رہنماؤں کا سیاسی شعور اور کسانوں کا ثبات قدم ہے۔انہوں نے ہر طرح کے سرکاری پروپیگنڈے کا عزم و حوصلے کے ساتھ مقابلہ کیا۔میڈیا پر پوری طرح تکیہ نہیں کیا بلکہ اپنے منصوبے کے مطابق ذرائع ابلاغ کا استعمال کیا۔سوشل میڈیا کے ذریعہ کسان تحریک کے مقاصد اور ایجنڈے کو عام لوگوں تک پہونچایا گیا۔مقامی زبانوں میں اخبارات جاری کیے۔گاؤں در گاؤں زرعی قوانین کے سلسلے میں بیداری مہم چلائی گئی۔الگ الگ علاقوں میں کسان مہا پنچایت کے ذریعہ کسان رہنماؤں نے قومی و علاقائی سطح پر بیباکی کے ساتھ اپنے مؤقف کا اظہار کیا۔ہر کسی کو میڈیا کے سامنے بولنے کی چھوٹ نہیں دی گئی بلکہ کسان تنظیموں کی جانب سے معین کردہ افراد ہی میڈیا سے روبرو ہوئے۔اس کا بڑا فائدہ یہ ہوا کہ میڈیا کے لاکھ ورغلانے اور اکسانے کے،کسان مشتعل نہیں ہوئے اور اپنے مؤقف پر ڈٹے رہے۔کسانوں نے اپنی لیڈر شپ پر بھر پور اعتماد کا مظاہرہ کیا اور اپنے اتحاد کو پارہ پارہ ہونے سے محفوظ رکھا۔ورنہ یوم جمہوریہ کے موقع پر ٹریکٹر ریلی کے دوران لال قلعہ پر ہوئے تشدد کے بعد میڈیا سے روبرو ہونا آسان نہیں تھا۔لال قلعہ پر پیش آئے تشدد آمیز واقعات کے بعد سرکار اور میڈیا نے کسانوں کا ایسا چہرہ پیش کرنے کی کوشش کی جو انتہائی خطرناک تھا۔مگر کسان رہنماؤں کی دور اندیشی اور سیاسی شعور نے ہر پروپیگنڈے کو ناکام کردیا۔آج ملک کا کسان اپنے مطالبات پر قائم ہے اور اسے غدار کہنے والے افراد زرعی قوانین کی منسوخی کے اعلان کے بعد منہ دکھانے کے قابل نہیں رہے۔اندھ بھکتی ہمیشہ نقصان دہ ثابت ہوتی ہے جیسا کہ زرعی قوانین کی منسوخی کے بعد ثابت ہوگیا۔

زرعی قوانین کی منسوخی کا فیصلہ اقتدار سے محرومی کے خوف کو ظاہر کرتا ہے۔اس فیصلے کی متعدد وجوہات پر بحث کی جاسکتی ہے لیکن سر دست اس فیصلے کی دو بڑی وجہیں ہیں۔اول لکھیم پور کھیری میں بے.جی پی رہنما کے ذریعہ کسانوں کا بہیمانہ قتل ہے۔اس واقعہ نے قومی سطح پر بی جے پی کی سیاسی ساکھ کو متاثر کیا اور کسانوں کے خلاف ان کے تمام تر پروپیگنڈوں کو باطل کردیا۔لکھیم پور واقعہ کے بعد حزب اختلاف کے سیاسی اتحاد نے بھی بی جے پی کو اپنی پالیسیوں پر نظر ثانی کے لیے مجبور کیا۔خاص طور پر کانگریس نے جس طرح اس مسئلے کو اٹھایا اس سے بی جے پی بیک فُٹ پر آ گئی۔دوسری اہم وجہ اتر پردیش میں آئندہ ہونے والے اسمبلی انتخابات ہیں۔مغربی اتر پردیش کے عوام نے گذشتہ انتخابات میں بی جے پی کی نیّا کو پار لگانے میں اہم کردار ادا کیا تھا،اس بار سرکار کے خلاف سڑکوں پر ہے۔مغربی اتر پردیش میں بی جے پی نے جاٹوں کو اپنی طرف مائل کرنے کے لیے کڑی محنت کی تھی۔اس کا خمیازہ جاٹ رہنما اجیت چودھری کو شکست فاش کی صورت میں بھگتنا پڑا تھا۔لیکن کسان تحریک نے ایک بار پھر جاٹوں کو متحد کردیا اور اجیت چودھری کے بیٹے جینت چودھری تیزی کے ساتھ سیاسی افق پر ابھر کر سامنے آئے۔ساتھ ہی مظفر نگر فساد کے زخم ابھی ہرے تھے۔جاٹ اور مسلمان دونوں برادریوں نے ان زخموں کا مداوا تلاش کرنے کی کوشش کی،جس نے بی جے پی کی مشکلات میں اضافہ کردیا۔مظفر نگر کسان ریلی میں راکیش ٹکیت نے جس طرح 'ہر ہر مہادیو' اور 'اللہ اکبر' کے نعرے بلند کیے اس نے یوگی سرکار کی راتوں کی نیند اڑا دی۔ظاہر ہے بی جے پی کی سیاست کا سارا دارومدار فرقہ پرستی اور مذہبی منافرت پر ہے،اس لیے ہندوؤں اور مسلمانوں کے اتحاد کے باہمی نعرے اس کے لیے خطرے کی گھنٹی سے کم نہیں تھے۔اس کے بعد بی جے پی کو اتر پردیش کا اقتدار ہاتھ سے جاتا ہوا نظر آیا۔کہا جاتا ہے کہ ہندوستان کے اقتدار کا راستہ اتر پردیش سے ہو کر گذرتا ہے۔لہذا وزیر اعظم کو صاف دکھائی دے رہا تھا کہ اتر پردیش کی ہوا بدل رہی ہے۔اس سے پہلے کہ بی جے پی کی اعلیٰ قیادت اس سلسلے میں کوئی اہم قدم اٹھاتی،لکھیم پور میں کسانوں کے بہیمانہ قتل کا واقعہ ظہور پذیر ہوگیا۔اس واقعہ نے بی جے پی کی اعلیٰ قیادت کو دن میں تارے دکھلا دیے اور زرعی قوانین کی منسوخی کے فیصلے پر مجبور کردیا۔وزیر اعظم نے قوانین کی واپسی کا اعلان کرتے ہوئے ایک بار بھی تحریک میں مرنے والے کسانوں کے اہل خاندان کے ساتھ اظہار ہمدری کی ضرورت محسوس نہیں کی،جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ قوانین کی واپسی کا فیصلہ سیاسی مجبوری ہے۔

بی جے پی کو یقین کامل تھا کہ زرعی قوانین کی واپسی کے اعلان کے ساتھ ہی کسان تحریک ختم ہوجائے گی مگر ایسا نہیں ہوا۔کسانوں نے دیگر مطالبات دہراتے ہوئے تحریک جاری رکھنے کا اعلان کردیا۔اگر یہ مطالبات تحریک کے آغاز کے ساتھ ہی نہ کیے گئے ہوتے تو کسانوں کے لیے تحریک کو ختم کرنا ضروری ہوجاتا۔مگر 'ایم ایس پی' سمیت دیگر مطالبات اس تحریک کے بنیادی مطالبے ہیں۔صرف زرعی قوانین کی واپسی کسانوں کے مسائل کا حل نہیں ہے۔ضرورت اس بات کی ہے کہ کسانوں کی فصل کو اچھی قیمت پر خریدا جائے اور منڈیوں میں فصل خرید اور مناسب قیمت کی ادائیگی کی ضمانت دی جائے۔ورنہ زرعی قوانین کی واپسی سے صورتحال بدلنے والی نہیں ہے۔امید کرتے ہیں کہ وزیر اعظم کسانوں کے دیگر مطالبات پر بھی غور کریں گے۔ممکن ہے کہ کسانوں کے تمام مطالبات انتخابات سے قبل تسلیم کر لیے جائیں۔لیکن اس بات کی کیا ضمانت ہوگی کہ انتخابات جیتنے کے بعد وزیر اعظم اپنے وعدہ پر کھرا اتریں گے اور کسانوں کے ساتھ کیے گئے وعدے 'انتخابی جملہ' ثابت نہیں ہوں گے۔

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اوپر دائرہ میں سرخ نشان ہے،تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں،اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں،موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں،رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile: 9576507798 رابطہ اور واٹس اَپ نمبر

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ آپ نقیب کے آفیشل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

(منیجر نقیب)

Print & Design by : Azimabad Printers, Patna-06 # 9473371988